قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

سلسلۂ اشاعت الحدیث کا تیسرا نمبر

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیاں

یعنی

علاماتِ قیامت

اس رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشاداتِ گرامی کا ترجمہ عام فہم زبان میں جمع کیا گیا ہے جن میں آپ نے قیامت سے پہلے آنے والے حالات کی خبر دی تھی۔ مسلمانوں کو دُنیا کے شر و فساد جنگ اور اس کے ہیبتناک نتائج سے آگاہ فرمایا تھا جھوٹی سچی پیشین گوئی کرنے والوں کی بتائی ہوئی خبروں پر کان دھرنے کی بجائے مسلمانوں کو سید الصادقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان بیش بہا ارشادات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری دامت برکاتہم

ناشر

فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دھلی ۱۱۰۰۰۶

فون آفس : ۳۲۷۹۹۹۸ ، ۳۲۶۵۳۰۶ رہائش : ۳۲۶۲۳۸۶

فہرست مضامین

تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ هُدَاةِ الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

اَمَّا بَعْدُ پیش نظر رسالہ میں سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہ ارشادات جمع کئے گئے ہیں جن میں آپؐ نے آئندہ زمانہ میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر فرمایا تھا۔ ان کے پڑھنے سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بے انتہا علوم کا اندازہ ہوگا اور معلوم ہوگا کہ آپؐ نے جو قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں وہ حرف بحرف آج پوری ہو رہی ہیں۔

احقر نے ان ارشادات کو جمع کرنے کا خاص لحاظ رکھا ہے جو دورِ حاضر میں واقع ہو رہے ہیں اور حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہے ہیں یا آئندہ واقع ہونے والے حالات کے لئے تمہید کی مانند ہیں۔

ہمارے غیر مُسلم بھائیوں کو بھی ان واقعات سے نفع پہنچے گا اور وہ پڑھ کر یقین کرلیں گے کہ داعیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ان سب انسانوں کے سردار تھے جنھیں اس مالکِ حقیقی سے خصوصی تعلق تھا کیوں کہ تیرہ ۱۳۰۰ سو برس پہلے آئندہ زمانہ کے آنے والے فتنوں اور گمراہ کُن لیڈروں اور عالمگیر حوادث وبلیات سے باخبر کردینا اور اس وثوق اور یقین کے ساتھ بیان کرنا کہ گویا آنکھوں سے دیکھکر بیان کررہے ہیں اسی انسان کا کام ہوسکتا ہے جسے خدا ہی نے علم کی دولت سے نوازا ہو۔ جوتشی اور منجم بھی بے شمار غلطیاں کرجاتے ہیں اور کاہن بھی اَن گِنت غلط خبریں دے دیتے ہیں۔ مگر ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک پیشین گوئی بھی آج تک غلط ثابت نہیں ہوئی اور کیوں کر ہوسکتی ہے جبکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى آپ کی شان ہے۔

یہ پیشین گوئیاں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بے انتہا سمندر علم کا ایک قطرہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (یعنی خُدائی عِلم) کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑے ہوکر قیامت تک پیش آنیوالی ہر چیز بتادی جسے میرے یہ ساتھی (حضرات صحابہؓ) جانتے ہیں۔ پھر جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جو بھول گیا سو بھول گیا نیز فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُنیا ختم ہونے تک آنیوالے گمراہی کے اس لیڈر کا نام بتادیا تھا جس کے ساتھی ۳۰۰ یا اس سے زیادہ ہوں اور اس کے باپ اور قبیلہ کا نام بھی بتادیا تھا۔ (مشکوٰۃ)

جو حضرات زمانہ موجودہ کی حوادث وآفات سے تنگ آکر مستقبل پر نظر

لگائے ہوئے ہیں اور بار بار زبان سے کہتے ہیں کہ دیکھئے آئندہ کیا ہونے والا ہے" انھیں اس رسالہ کا مطالعہ کر کے مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات ضرور معلوم کرنے چاہئیں۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ احقر مولف اور ناشر کو اپنی خصوصی دُعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

العبد العاصی

محمد عاشق الٰہی بلند شہری مظاہری

عفا اللہ عنہ، وعافاہ

۲۰ر صفر ۱۳۷۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کے الفاظ رہ جائیں گے اور علماء سوء پیدا ہوں گے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں (نقش و نگار ٹائل، برقی پنکھوں وغیرہ سے) آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی، اُن کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ بُرے ہوں گے اُن علماء سے فتنے پیدا ہوں گے اور پھر ان ہی میں واپس آجائیں گے۔ (بیہقی)

"اسلام کا صرف نام باقی رہے گا" یعنی اسلامی چیزوں کے نام ہی لوگوں میں رہ جائیں گے اور ان کی حقیقت باقی نہ رہے گی جیسا کہ آج کل نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے بس نام ہی باقی ہیں اور ان کی حقیقت اور روح اور ادائیگی کے وہ طریقے اور کیفیتیں باقی نہیں ہیں جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور کروڑوں مسلمان ان سے کورے ہیں۔ قرآن شریف صرف رسماً ہی پڑھا جاتا ہے اس کے الفاظ اور خوش الحانی کا تو خیال ہے مگر اس کے معنی پر غور کرنا اور اس

کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا تو مسلمان کے تصور میں بھی نہیں رہا۔ مسجدیں زیب وزینت سے خوب آراستہ ہیں دلکش فرش، قیمتی غالیچے، دیدہ زیب فانوس، عمدہ عمدہ ہنڈے اور آرام وراحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں، مسجدوں میں دنیا کی باتیں طعنے غیبتیں بے دھڑک ہوتی ہیں اور امام و مؤذن تو مسجدوں کو گھر ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی مزید توضیح آئندہ حدیث کی تشریح میں کی جائیگی علماء کے بارے میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ علماء سے فتنہ نکلے گا اور ان ہی میں واپس آجائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء بگڑ جائیں گے اور رشد وہدایت کی راہ چھوڑ دیں گے تو عالم میں فساد ہوگا اور پھر اس کی زد میں علماء بھی آجائیں گے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ علماء دنیاداروں اور ظالموں کی مدد کریں گے اور پیسے اینٹھنے کے لئے دنیا کی مرضی کے موافق مسئلے بتائیں گے اور پھر دنیادار ہی ان کا مزاج ٹھکانے لگائیں گے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے (پھر سرمایہ داروں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین بچا کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں (پھر ارشاد فرمایا کہ) حالاں کہ ایسا ہو نہیں سکتا (کہ دنیا والوں کے پاس جا کر دین سالم رہ جائے) جس طرح قتاد[1] کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں لیا جا سکتا۔ اسی طرح سرمایہ داروں کے قریب سے گناہوں کے علاوہ

---

[1] قتاد ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے اس قسم کے مواقع میں اہل عرب اسے مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

جو علمار سرمایہ داروں کے پاس جاتے ہیں وہ عموماً علمار سو رہی ہیں۔ چند ٹکوں کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔ حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر اہلِ علم اپنے علم کو محفوظ رکھتے اور اسے صلاحیت والے انسانوں میں خرچ کرتے تو زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن دنیا حاصل کرنے کے لئے انھوں نے علم کو دُنیا والوں کے لئے خرچ کیا جس کی وجہ سے زمانہ والوں کی نظروں میں ذلیل ہو گئے۔ (مشکوٰۃ)

دوسرے انسانوں کی طرح آج کل کے علمار بھی فکرِ آخرت سے خالی ہو گئے ہیں اور اس فانی زندگی کو اپنے علم کا مقصد بنا رکھا ہے سیاسی لیڈر بننے، شہرت حاصل کرنے روپیہ کمانے جوڑنے کی دھن میں سرگرداں ہیں اور موجودہ زمانے کے علمار میں خال خال ہی ایسے ہیں جو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوں ورنہ آج تو علمار کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ جلسوں میں گاندھی ازم یا نیشنلزم، سوشلزم اور کمیونزم کی اشاعت کرتے ہیں اور ارشاداتِ نبویہ کی بجائے مخلوق کے خود ساختہ نظاموں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

مسجدیں سجائی جائیں گی اور ان میں دُنیا کی باتیں ہوا کریں گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ مسجد بنا کر فخر کریں گے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

آج کل یہی حال ہے اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى (ابوداؤد)

تم ضرور مسجدوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجاؤ گے۔

دل کو منتشر کرنے والے رنگ برنگ کے ٹائل، جھاڑ، فانوس ہنڈیاں، دلفریب فرش اور بیش بہا پردے اور دوسرا زیب و زینت اور آرام و راحت کی چیزیں مسجدوں میں موجود ہیں اور ان دُنیوی چیزوں نے مسجدوں میں پہنچ کر اوقاتِ نماز کے علاوہ مسجدوں کو مقفل کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور حفاظت کے لئے مستقل نگرانوں اور چوکیداروں کی ضرورت پیدا کر دی ہے مسجدیں ان دُنیاوی چیزوں سے آباد ہیں اور نمازیوں سے خالی ہیں۔ جو نمازی ہیں وہ مسجدوں میں دُنیا کی باتوں میں مشغول رہتے ہیں مسجدوں میں نہ خشوع والی نماز ہے نہ تعلیمی حلقے ہیں نہ دینی مشورے ہیں نہ ذکر و تلاوت سے آباد ہیں۔ حالانکہ مسجدِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلفاء راشدین کے زمانے میں دین اور دینیات کی ترقی کے کاموں اور اس سے متعلق مشوروں کا مرکز تھی کنز العمال کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم اپنی مسجدوں کو سجانے لگو اور قرآنوں کو دیدہ زیب بنانے لگو تو سمجھ لو کہ تمہاری ہلاکت کا وقت قریب ہے۔

بیہقی کی روایت میں ہے جو شعب الایمان میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی دُنیاوی باتیں ان کی مسجدوں میں ہوا کریں گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیوں کہ خدا کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دین پر عمل کرنا ہاتھ میں چنگاری لینے کے برابر ہوگا اور بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر جمنے والا ان میں ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں چنگاری پکڑنے والا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

یہ زمانہ اس وقت موجود ہے کیوں کہ ہر طرف بددینی و بے حیائی اور فحش کاری کی فضا ہے، فسق وفجور سرکشی کا ماحول ہے اول تو دیندار رہے ہی نہیں اور اگر کوئی دین پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اہلِ ملک اہلِ وطن عزیز اقربار آڑے آجاتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے کہ تنخواہ میں میرا پورا نہیں پڑتا، دُنیا رشوت لے رہی ہے تم بڑے پرہیزگار بنے ہوئے ہو۔ ہم عُمر مذاق اُڑا رہے ہیں کہ ڈاڑھی رکھ کر مُلا بن گئے۔ جھاڑ سا لگائے پھر رہے ہیں۔ ریل میں یا لاری میں سفر کر رہے ہیں اور ایک شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے مگر اس کے لئے نہ ریل ٹھہر سکتی ہے نہ لاری رُک سکتی ہے لیکن اگر کسی کا کچھ دُنیوی نقصان ہو جائے تو سب سے ہمدردی کے لئے حاضر ہیں آج کل دین داری اختیار کرنا ساری دُنیا سے لڑائی مول لینے کے مترادف ہے۔ سب کی پھبتیاں سُنے، سب کو ناراض کرے دین بچانے کے لئے دُنیا کا نقصان کرے تو دیندار بنے لیکن بہت مُبارک ہیں وہ لوگ جنھیں صرف رضائے خُداوندی کا خیال ہے اور

جو دُنیا کو مُنہ نہیں لگاتے۔

وبمهجتي يا عازلي الملك الذي أسخطت كل الناس في إرضائه

دین کا درد پیدا کرنے اور بد دینی کی فضا سے نکلنے کی قوت حاصل کرنے کے لئے خانقاہوں اور دین داروں کی مجلسوں میں شرکت کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ جب انسان بد دینی کے ماحول سے معصیت اختیار کر سکتا ہے تو دین داری کی فضا میں پہنچ کر نیک بھی بن سکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے دینداروں سے دور ہو تو بد دینوں سے بھی دور رہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا کہ مُسلمان کا بہترین مال چند بکریاں ہوں گی جنھیں لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور جنگلوں میں چلا جائے گا (اور اس صُورت سے) اپنا دین بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگے گا۔ ؎۱

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب فتنے پیدا ہوں گے۔ اس وقت بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا (کیوں کہ بیٹھا ہوا شخص بہ نسبت کھڑے ہوئے شخص کے فتنے سے دور ہوگا) اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو شخص فتنوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا فتنے اسے اُچک لیں گے۔ لہٰذا اس وقت جسے کوئی بچاؤ اور پناہ کی جگہ مِل جائے تو

؎۱ بخاری شریف۔

وہاں پناہ[1] لے لے[2]

فتنہ کے وقت عبادتِ خداوندی میں مشغول ہونا بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قتل کے زمانہ میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی برابر ہے۔[3]

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے تھے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت یعنی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب تم لوگوں کا یہ حال دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جانے لگی اور خواہش نفسانی پر عمل ہونے لگے اور (دین پر) دُنیا کو ترجیح دی جانے لگے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو مقدم سمجھنے لگے اور تم اس حال میں ہو جاؤ کہ (لوگوں میں رہ کر تمھارے لیے) فتنہ میں پڑجانا ضروری ہوجائے تو خاص طور پر اپنے نفس کو سنبھال لینا اور عوام کو چھوڑ دینا (کیوں کہ تمھارے آگے یعنی آنے والے زمانہ میں صبر کے دن ہیں جس نے ان میں صبر کیا (یعنی دین پر جما رہا تو گویا) اس نے چنگاری ہاتھ میں لی (پھر فرمایا کہ) اس زمانے میں دین پر عمل کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کے عمل کی برابر اجر ملے گا۔ جو اس زمانے کے علاوہ

---

[1] اس وقت ہندوستان میں تبلیغی جماعت کا مرکز نظام الدین دہلی فتنوں سے بچنے کے لیے سب جگہوں سے اچھی جگہ ہے۔ ناظرین تجربہ کریں ۱۲ منہ [2] بخاری و مسلم۔ [3] مسلم شریف

(امن کے دنوں میں) اس جیسا عمل کریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا ان میں کے پچاس شخصوں کا اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا (نہیں بلکہ) تم میں سے پچاس عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا[1]

اسلام سے اجنبیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام اجنبیت، اور بیگانگی (کس مپرسی) کی حالت میں ظاہر ہوا تھا (کہ اس سے لوگ بھاگتے تھے اور کوئی کوئی قبول کر لیتا تھا) اور عنقریب پھر بیگانہ ہو جائے گا جیسا کہ شروع میں تھا (چنانچہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی کوئی ہی ملے گا۔ پھر فرمایا کہ) سو ایسے لوگوں کو خوشخبری ہو جو (اسلام پر چلنے کی وجہ سے) بیگانے (شمار) ہوں[2]۔

مطلب یہ کہ جب میں نے اسلام کی دعوت دی تو اسے شروع شروع میں چند لوگوں نے ہی قبول کیا اور اسلام کو عموماً لوگوں نے کوئی غیر مانوس اور اجنبی چیز سمجھی حتیٰ کہ اسلام قبول کرنے والوں کو بد دین کہا گیا اور ان کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ایک مرتبہ جب مسلمان حبشہ چلے گئے تو مشرکین نے وہاں سے نکلوانے کی کوشش کی اور بادشاہ سے شکایت کی کہ کچھ نوجوان بے وقوف لڑکے اپنا قومی دین چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور وہ نیا دین ایسا ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ سورہ ص میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت سن کر مشرکین نے کہا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ

---

[1] ترمذی شریف [2] مسلم شریف

الْاٰخِرَةِ ج صلے اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ صلے پھر ارشاد فرمایا کہ بعد میں لوگوں نے خوب اسلام قبول کیا اور خوب پھیلایا لیکن آگے چل کر ایسا ہوگا کہ اسلام پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے گا اور اس کے احکام کو قبول کرنے اور عمل کرنے والے نہ ملیں گے اسلام کی چیزوں کو بیگانگی کی نظروں سے دیکھیں گے گویا اسلام کو جانتے بھی نہیں۔ اس وقت اسلام پر عمل کرنے والا کوئی کوئی ہوگا اور کہیں کہیں کوئی پکا مسلمان نظر آئے گا۔ لیکن ایسے مسلمان اگرچہ لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے ہوں گے اور ان سے کوئی بات بھی کرنی پسند نہ کرے گا مگر خدا کی جانب سے میں انھیں خوشخبری سناتا ہوں۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک دین حجاز کی طرف اس طرح سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ کر گھس جاتا ہے اور دین صرف حجاز ہی میں رہ جائے گا جیسے جنگلی بکری صرف پہاڑ کی چوٹی ہی میں رہتی ہے (پھر فرمایا کہ) بیشک دین بیگانگی اور اجنبیت (کس مپرسی) کی حالت میں ظاہر ہوا تھا اور عنقریب پھر بیگانہ ہوجائیگا۔ جیساکہ شروع میں تھا سو خوشخبری ہو بیگانے لوگوں کو جو میری ان سنتوں کو سنواریں گے جنھیں میرے بعد لوگ بگاڑ دیں گے۔

ہر بعد کا زمانہ پہلے سے بُرا ہوگا

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کے ظلم کی شکایت کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایت سن کر فرمایا

کہ صبر کرو (معلوم نہیں آگے کیا ہو) کیوں کہ کوئی زمانہ بھی تم پر ایسا نہ آئے گا کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے زیادہ بُرا نہ ہو۔ جب تک تم اپنے رب سے ملاقات نہ کر لو (یعنی مرتے دم تک ایسا نہ ہوگا کہ آنے والا زمانہ پہلے سے اور موجودہ زمانہ سے اچھا آ جائے) یہ بات میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ بخاری شریف

معلوم ہوا کہ زمانہ کی اور زمانہ والوں کی شکایت فضول ہے اور آئندہ زمانہ میں اچھے حاکموں کی امید بھی غلط ہے۔ لہذا جتنا بھی وقت ملے اور عمر کا جو بھی سانس مل جاوے اسے غنیمت سمجھے اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ سے اُمیدیں باندھے اور اس کے قہر و غضب سے ڈرتا رہے۔

کُفر کی بھرمار ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے (سیاہ) فتنوں سے پہلے (نیک) عمل کرنے میں جلدی کرو (اس زمانہ میں) انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہوگا ذرا سی دُنیا کے بدلے اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔ مُسلم شریف

جب فتنے غالب آجاتے ہیں تو انسان اعمالِ صالحہ میں مشغول ہونے میں سینکڑوں آڑیں محسوس کرتا ہے اور دین پر چلنا ناممکن معلوم ہونے لگتا ہے اور ایسے وقت میں ایمان کی بقا سخت خطرے میں ہوتی ہے اسی لئے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک اعمال میں سبقت اور جلدی کرنے کا

مشورہ دیا کہ رکاوٹوں کے آنے سے پہلے ہی نیک اعمال میں لگ جاؤ اور ایمان کو محفوظ کر لو تاکہ خدانخواستہ فتنوں میں گھر کر نیک اعمال سے نہ رہ جاؤ۔ یہ زمانہ بڑے فتنوں کا زمانہ ہے ہر طرف سے گمراہی کی جانب لیڈر کھینچ رہے ہیں اور دین کے بدلہ ذراسی دنیا حاصل کرنے کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ کچہری میں جھوٹی قسم کھا کر گواہی دینا بہت سے انسانوں کا پیشہ بن گیا ہے۔

ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہیگی اور مجدد آتے رہیں گے

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہے گی جو خدا کے حکم پر قائم ہوگی۔ موت آنے تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان کی مخالفت اور عدم معاونت انھیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی (یعنی انھیں اس کی پرواہ ہرگز نہ ہوگی کہ زمانہ والوں کا رویہ کیا ہے اور زمانے والے ہمارے مخالف ہیں یا موافق ہیں) دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں قیامت تک ایک جماعت رہے گی جس کی خدا کی جانب سے مدد ہوتی رہے گی۔ جو ان کا ساتھی نہ بنے گا انھیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مشکوٰۃ

بیہقی کی ایک روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جنھیں وہی اجر ملے گا جو ان سے

پہلوں کو ملا تھا، وہ نیکیوں کا حکم کریں گے برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے۔ بیہقی

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آنیوالے دور میں اس علم کے جاننے والے ہوں گے جو غلو (بڑھا چڑھا کر بیان) کرنے والوں کی تحریفوں سے اور باطل والوں کی دروغ بیانیوں سے اور جاہلوں کی تاویلوں سے اس کو پاک کرتے رہیں گے۔ بیہقی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ ابوداؤد

خدا کا یہ وعدہ دوسرے وعدوں کی طرح پورا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا اگر حق گو اور ثابت قدم جماعت قرونِ اولیٰ سے آج تک باقی نہ رہتی تو اہلِ فتن، معتزلہ، بدعتی، نبوت کے دعویدار اصلاحِ عالم کے مدعی، حدیث کے منکر، قرآن کی نئی تفسیریں گھڑنے والے دین کو بدل کر رکھ دیتے۔ حضرات صوفیاء، فقہاء و محدثین ہمیشہ رہے ہیں اور رہیں گے والحمدللہ علیٰ ذلک۔

مُسلمان کبھی ختم نہیں ہوں گے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دُعا کی کہ میری ساری اُمت کو عام قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرے اور اُن پر کوئی دُشمن غیروں میں

سے ایسا مسلّط نہ کرے جو ان سب کو ختم کر دے۔ خُدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اس کو ٹالا نہیں جا سکتا میں تم کو یہ وعدہ دیتا ہوں کہ تمھاری اُمت کو عام کال سے ہلاک نہ کروں گا اور ان پر غیروں میں سے کوئی ایسا دشمن مسلّط نہ کروں گا جو ان کو ایک ایک کر کے ختم کر دے اگرچہ تمام زمین پر بسنے والے ہر طرف سے جمع ہو جائیں۔ مسلم

حدیث سے انکار کیا جائے گا

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ خبردار! یقیناً مجھے قُرآن دیا گیا ہے اور قُرآن جیسے اور احکام بھی دیئے گئے ہیں۔ پھر فرمایا خبردار! ایسا زمانہ آئے گا کہ پیٹ بھر انسان اپنی آرام گاہ پر بیٹھا ہوا کہے گا کہ بس تمھیں قُرآن کافی ہے۔ اس میں جو حلال بتایا اسے حلال سمجھو اور اس نے جسے حرام بتایا اسے حرام سمجھو (حدیث کی ضرورت نہیں ہے) پھر فرمایا کہ حالانکہ رسول اللہؐ کا حکم کسی چیز کے حرام ہونے کے لئے ایسا ہی ہے جیسے خدا نے کسی چیز کے حرام ہونے کا حکم دیا ہے۔ مشکوٰۃ

یہ پیشین گوئی عرصہ دراز سے صادق آرہی ہے کہ پیٹ بھرے یعنی دولت مند جو سرمایہ کے نشہ میں چور ہیں اور جو ذرا سا پڑھ لکھ گئے ہیں صرف قُرآن کو ہدایت کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور احکام احادیث چوں کہ نفس پر گراں گزرتے ہیں اس لئے احادیث سے قطعاً انکار کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حدیثیں گھڑی ہوئی ہیں مولویوں کی ایجاد ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ قُرآن کریم کے

احکام حدیث کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے اور اس کی تفصیلات سُنت نبویہ کے بغیر سمجھ میں آ ہی نہیں سکتیں۔ قرآن شریف میں ہے وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ق وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو حکم تمھیں رسول دے اسے قبول کرو اور جس سے روکے اس سے رُک جاؤ)

"پیٹ بھرا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمایا کہ غریبوں کو تو اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ اِدھر اُدھر کی بحثوں میں پڑکر اپنا دین برباد کریں ہاں مالدار لوگ شیطان کے مقصد کو پورا کرتے ہیں ذرا سا مطالعہ کیا اور محقق بن گئے۔ اس دور کے ابو حنیفہؒ بھی یہی ہیں اور جنیدؒ وقت بھی یہی ہیں ان کے نزدیک مُسلمانوں کی ترقی سود کے جواز میں اور تصویروں کے حلال ہونے میں اور نیکر کوٹ پتلون پہننے اور ان دوسری بداعمالیوں میں پوشیدہ ہے جنھیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حرام فرما دیا ہے۔

نئے عقیدے اور نئی حدیثیں رائج ہوں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں بڑے بڑے مکّار اور جھوٹے پیدا ہوں گے جو تمھیں وہ باتیں سُنائیں گے جو نہ کبھی تُم نے سُنی ہوں گی اور نہ تمھارے باپ دادا نے، تم ان سے بچنا اور انہیں اپنے سے بچانا۔ وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ مُسلم شریف

صاحب مرقات اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی جھوٹی

باتیں کریں گے اور نئے نئے احکام جاری کریں گے غلط عقیدے ایجاد کریں گے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے بہت سے گزر چکے ہیں جن میں سے ایک غلام "احمد" قادیانی تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ بتایا ختم نبوت سے انکار کیا۔ خود کو نبی بتایا۔ اس کے علاوہ اس کی بہت سی خرافات مشہور ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ یہ ہے کہ جو کوئی باطل جماعت عقائد فاسدہ لے کر کھڑی ہوتی ہے تو اس کے ہم نوا قرآن و حدیث سے ان غلط عقائد کا اثبات کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ آج کل کمیونزم قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے اور موجودہ جمہوریت کو اسلام کی جمہوریت کے مطابق بتایا جا رہا ہے۔

ایک صاحب نے تو غضب ہی کر دیا جب ان سے کہا گیا کہ ڈارون کا عقیدۂ ارتقاء قرآن کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن تو انسان کی ابتدا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بتاتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے سب سے پہلا بندر جو انسان بنا ہو وہ آدم ہی ہو (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

قرآن کو ذریعہ معاش بنایا جائے گا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور مجلس میں عرب کے شہریوں کے علاوہ دیہات کے باشندے اور غیر عرب بھی تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ پڑھتے رہو تم سب ٹھیک پڑھ رہے ہو اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو تیر کی طرح درست کریں گے (یعنی

حروف کی ادائیگی کا بہت زیادہ لحاظ رکھیں گے) اور ان کا مقصد قرآن پڑھنے سے دُنیا حاصل کرنا ہوگا اور اس کے ذریعہ آخرت نہ سنواریں گے (بیہقی)

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے طریقہ پر پڑھیں گے اور قرآن اُن کے حلقوں سے آگے نہ بڑھے گا (یعنی اُن کا پڑھنا درجہ قبولیت کو نہ پہنچ سکے گا) ان پڑھنے والوں کے اور اُن کی قرأت سن کر خوش ہونے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

آج کل بالکل یہی نقشہ ہے کہ مساجد میں قرآن سُنا کر سوال کیا جاتا ہے، تیجے اور چالیسویں کے موقع پر قرآن پڑھوا کر اپنی عزت بڑھائی جاتی ہے۔ میّت کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھ کر اس کی اُجرت لی جاتی ہے۔ تراویح میں قرآن سُنا کر پیٹ پالا جاتا ہے۔ مخارج وصفات کی ادائیگی کا تو بہت خیال رکھا جاتا ہے مگر قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہیں۔ گیارہ مہینے تک نمازیں غارت کیں ڈاڑھی مُنڈائی، حرام کمایا اور رمضان آتے ہی مصلے پر پہنچ کر قرآن سُنانے لگے۔ جامع مسجد دہلی میں دیکھ لیجئے کہ ادھر نماز ختم ہوئی اور ادھر تلاوت کی آواز آنے لگی۔ قاری صاحب قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے ہیں اور رومال بھیک کے لئے بچھا رکھا ہے۔

مُسلمانوں کی اکثریت ہوگی لیکن بیکار

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ (کفر و باطل کی) جماعتیں تمہیں ختم کرنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح بُلا کر جمع کرلیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو بُلا کر پیالہ کے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ سُن کر ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا ہم اس روز کم ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! بلکہ تم اس روز تعداد میں بہت ہوگے لیکن گھاس کے ان تنکوں کی طرح ہوگے جنھیں پانی کا سیلاب بہا کر لے جاتا ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اور خُدا ضرور ضرور تمھارے دُشمنوں کے دل سے تمھارا رعب نکال دیگا۔ اور بالضرور یقیناً وہ تمھارے دلوں میں کاہلی اور سُستی ڈال دے گا۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ سُستی کا کیا (سبب) ہوگا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دُنیا (یعنی مال و دولت سے) محبت کرنے لگو گے اور موت کو مکروہ سمجھنے لگو گے۔ (ابوداؤد)

برسوں سے یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صادق ہو رہی ہے اور مُسلمان آج اپنی اس حالتِ زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی قوم انھیں نہ عزّت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے نہ دُنیا میں ان کا رہنا گوارا کرتی ہے۔ ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ دوسری قومیں اپنے اوپر مُسلمانوں کو حکمراں دیکھنا چاہتی تھیں۔ ایک دور یہ ہے کہ غیر مُسلم اقوام مسلمان کو اپنی قلم رو میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتیں تمام دُنیا کے مُسلمان ایک ہی وقت میں ایک دم ختم ہو جائیں۔ یہ تو ہر گز کبھی نہیں ہوگا جیسا کہ پہلے پیشین گوئی گزر چکی ہے البتہ ایسے واقعات گذر چکے ہیں کہ کسی مُلک میں جہاں مُسلمان خود حکمراں تھے انقلاب کے بعد وہ وہاں سے جان بچا کر بھی نہ جا سکے۔ اسپین اس کی زندہ اور مشہور مثال ہے۔

مُسلمانوں کو آج ذلّت وخواری کا مُنہ کیوں دیکھنا پڑ رہا ہے اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کیوں غیروں کی طرف تک رہے ہیں۔ اس کا جواب خود ہادیٔ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں موجود ہے کہ دُنیا کی محبت اور موت کے خوف کے باعث یہ حال ہو رہا ہے جب مُسلمان دُنیا کو محبوب نہ سمجھتے تھے اور جنّت کے مقابلے میں (جو موت کے بغیر نہیں مل سکتی) دُنیا کی زندگی ان کی نظروں میں کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی (اس لئے وہ موت سے ڈرتے نہ تھے) تو گو تعداد میں کم تھے لیکن دوسری قوموں پر حکمراں رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کر کے غیروں کے دلوں تک پر حکومت کرنے لگے۔ آج بھی جو ہمارا حال ہے ہم اسے خود بدل سکتے ہیں بشرطیکہ پچھلے مُسلمانوں کی طرح دُنیا کو ذلیل اور موت کو عزیز از جان سمجھنے لگیں ورنہ ذلّت اور بڑھتی ہی رہے گی۔

مسلمان مالدار ہوں گے مگر دیندار نہ ہوں گے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک مصعب بن عمیرؓ آ نکلے جن کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور اس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا ان کا یہ حال دیکھ کر اور ان کا اسلام سے پہلا زمانہ یاد کر کے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونے لگے (کیونکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام لانے سے پیشتر بڑے ملائم اور قیمتی کپڑے پہنا کرتے تھے) پھر ارشاد فرمایا کہ (مسلمانوں) اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا۔ جب صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر

(گھر سے نکلو گے اور ایک پیالہ سامنے رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھا یا جائے گا) اور تم اپنے گھروں پر (زیب و زینت کے لئے) اس طرح کپڑے کے پردے ڈالو گے جیسے کعبے کو کپڑوں سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جب تو ہم آج کی نسبت بہتر ہوں گے (کیونکہ) عبادت کے لئے فارغ ہو جائیں گے اور کمانے کے لئے محنت نہ کرنی پڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم اس دن کی نسبت آج ہی اچھے ہو[1] (بظاہر اگرچہ مفلس ہو لیکن دولت ایمان سے مالدار ہو اور اس زمانہ میں بظاہر مالدار ہو گے لیکن ایمان کے اعتبار سے مفلس)

درحقیقت آج وہی زمانہ ہے کہ اکثر مسلمانوں کو خدا نے دولت دی ہے اور اس قدر دی ہے کہ اگر عمر بھر بھی نہ کمائیں اور دین ہی کے کاموں میں لگے رہیں تو انہیں تنگدستی پیش نہیں آسکتی اور بقول حضرات صحابہؓ عبادت ہی میں سارا وقت خرچ کر سکتے ہیں مگر افسوس انھیں مرنے کے بعد کی زندگی کا فکر ہی نہیں۔ البتہ اچھے اچھے کھانے اور عمدہ سے عمدہ پہننے کا دھیان ضرور ہے۔ اسکول جانے کا لباس علیحدہ بازار میں جانے کا جوڑا الگ، رات کا الگ، طرح طرح کے کھانے اور سالن پک رہے ہیں اور بس اسی میں مست ہیں۔ اس عیش و عشرت کی وجہ سے خدا کے سامنے جھکنا تو درکنار کبھی جھکنے کا خیال تک نہیں آتا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ وہ بہتات کا زمانہ تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔ آج ہی تم اچھے ہو کہ تنگدستی کے باوجود دین پر جمے ہوئے ہو۔

---

[1] ترمذی شریف

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"خدا کی قسم مجھے تمھارے مالدار ہونے کا ڈر نہیں بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تمھیں دُنیا زیادہ دے دی جائے جیسے تم سے پچھلے لوگوں کو دی گئی تھی اور تم دُنیا میں اس طرح پھنس جاؤ جیسے وہ پھنس گئے تھے پھر تمھیں دُنیا برباد کر دے جس طرح انھیں برباد کر دیا تھا۔"

قابلِ غور بات یہ ہے کہ مالدار تو اس لئے دیندار نہیں کہ ان کے پاس مال ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ آج کل کے غریب بھی دین سے اتنے ہی دور ہیں جتنے مالدار بلکہ اس سے بھی زیادہ اور وجہ یہ ہے کہ دینداری کا ماحول نہیں رہا نہ مالدار گھرانوں میں نہ غریبوں کے جھونپڑوں میں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

جھوٹ عام ہو جائے گا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہؓ کی عزت کرو تم میں (یعنی امت محمدیہ میں) سب سے اچھے لوگ یہی ہیں پھر ان کے بعد وہ اچھے ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ حتیٰ کہ یقیناً (ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انسان بغیر قسم دلائے قسم کھائے گا اور بغیر گواہ بنائے گواہی دیں گے۔ الحدیث (رواہ النسائی)

مسلم شریف کی ایک روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو موٹا ہونے کو

پسند کریں گے۔

بخاری اور مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر ایسے لوگ آجائیں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسم سے آگے بڑھے گی اور ان کی قسم ان کی گواہی سے آگے بڑھے گی۔

ان روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ تبع تابعین کے دور کے بعد جھوٹ اس قدر ہوگا کہ بات بات میں بلاوجہ اور خواہ مخواہ جھوٹی قسم کھایا کرینگے۔ بلاضرورت بولنے کا مرض اس قدر پھیل جائے گا۔ کہ بغیر گواہ بنائے گواہ بن کر کھڑے ہوجایا کریں گے۔ کہ یہ واقعہ مجھے بھی معلوم ہے اور جب یہ قصّہ پیش آیا تو میں بھی موجود تھا حالانکہ اسے اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہو گی۔ جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا اتنا رواج ہو جائے گا کہ گواہی قسم سے پہلے زبان سے نکلنے کی کوشش کرے گی اور قسم گواہی سے پہلے زبان پر آنا چاہے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے تھے کہ آئندہ زمانہ یقیناً ایسا ہوگا کہ شیطان انسانی صورت میں آکر لوگوں کو جھوٹی باتیں سنائے گا اس کی باتیں سُن کر لوگ متفرق ہو جائیں گے جب ان میں سے کوئی شخص اس کی باتوں کی دوسروں سے روایت کرے گا تو کہے گا کہ میں نے یہ بات ایک ایسے شخص سے سُنی ہے جسے چہرہ سے پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث بالا میں یہی ارشاد ہے کہ موٹا ہونے کو زیادہ پسند کریں گے یعنی آخرت کی فکر ان کے دل سے جاتی رہے گی اور خُدا کے سامنے جوابدہی کا خوف نہ ہوگا۔ اور اسی بے فکری کے باعث بے تحاشا مرغن مال کھا کھا کر موٹے

ہوجائیں گے۔ کھانا پینا اور مال جمع کر کے پھولنا ہی ان کی زندگی کا مقصد بن کر رہ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مردوں کی کمی، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا جہالت بہت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہوگی، شراب بہت پی جائے گی مرد کم ہوجائیں گے۔ عورتیں اس قدر زیادہ ہوجائیں گی کہ پچاس عورتوں کی خبرگیری کے لئے ایک ہی مرد ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس وقت ہو بہو ہو رہا ہے البتہ عورتوں کی ابھی اتنی زیادتی نہیں ہوئی جتنی اس حدیث میں مذکور ہے مگر یورپ کی جنگیں عنقریب ہی اس پیشین گوئی کو سچا کر دکھانے والی ہیں۔

علم اُٹھ جائے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (اسلام کے) فرائض خود بھی سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ قرآن خود پڑھو اور لوگوں کو بھی پڑھاؤ کیونکہ میں تمہارے پاس سے جانے والا ہوں اور علم (بھی) اُٹھ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے۔ حتیٰ کہ جب کسی معاملہ میں دو شخص جھگڑیں گے تو کوئی فیصلہ کرنے والا تک نہ ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ بندوں میں سے خدا علم کو اچانک نہ اُٹھائے گا بلکہ عُلماء کو موت دے کر علم کو رفتہ رفتہ ختم کرے گا حتیٰ کہ جب خدا کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو امیر اور (صدر) بنائیں گے اور ان سے (مسائل اور معاملات کے بارے میں) سوال کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ)

عُمر میں بے برکتی ہو جائیگی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ وقت جلدی جلدی نہ گزرنے لگے (پھر اس کی تشریح فرمائی کہ) ایک سال ایک ماہ کی برابر ہوگا اور ایک ماہ ایک ہفتہ کی برابر ہوگا اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر ہوگا اور ایک دن ایک گھڑی کی برابر ہوگا اور ایک گھڑی ایسے گذر جائے گی جس طرح آگ کا شعلہ یکایک بھڑک کر ختم ہو جاتا ہے۔ ترمذی

وقت جلدی جلدی گزرنے کا مطلب کیا ہے۔ اس کے بارے میں شراحِ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ اقرب اور راجح یہ ہے کہ عمریں بے برکت ہو جائیں گی اور انسان اپنی عُمر سے دین و دُنیا کے وہ سب فائدے حاصل نہ کر سکے گا جو اس قدر لمبے وقت میں حاصل ہو سکتے تھے۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ آئندہ عُمروں میں کیا کچھ بے برکتی ہونے والی ہے اسے تو خدا ہی جانے۔ اس وقت کا حال تو یہ ہے کہ جب مہینہ یا ہفتہ ختم ہو جاتا ہے تو فوراً خیال آتا ہے کہ ابھی تو شروع ہوا تھا یکایک ختم ہو گیا۔ اس حقیقت

سے آج کل کے انسان انکار نہیں کر سکتے۔

کنجوسی عام ہوگی اور قتل کی کثرت ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (آئندہ چل کر) زمانہ جلدی جلدی گذرنے لگے گا اور علم اُٹھ جائے گا فتنے ظاہر ہوں گے اور دلوں میں کنجوسی ڈال دی جائے گی اور قتل کی کثرت ہوگی۔

شراب کو نام بدل کر حلال کریں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اس طرح اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے گی کہ شراب پیئیں گے! صحابہؓ نے سوال کیا کہ مسلمان شراب پیئیں گے؟ حالانکہ خُدا نے اسے سختی سے حرام فرمایا ہے آپؐ نے فرمایا اس کا نام بدل کر حلال کرلیں گے۔ دارمی

یعنی اسلام کے مدعی اس زمانے میں اس قدر دیدہ دلیر ہوں گے کہ خدا کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے۔ شراب جیسی چیز کو بھی جسے قرآن نے ناپاک اور شیطان کا فعل اور آپس کے بغض و عداوت کا باعث اور ذکر اللہ اور نماز سے روکنے کا شیطانی آلہ بتا کر سختی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے) نہ صرف پیئیں گے بلکہ اس کا نام بدل کر حلال سمجھ لیں گے۔ عالموں اور مفتیوں کو اس کا نام کچھ اور بتا دیں گے جس سے حرمت کا فتویٰ نہ دیا جا سکے۔ ایک شراب ہی کیا آج کل تو بہت سی حرام چیزوں کو تاویل کر کے حلال سمجھ لیا گیا ہے اور تاویلیں

اس قدر لطیف ہیں کہ تارِ عنکبوت (مکڑی کا جالا) سے زیادہ اُن کی حقیقت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قرآن پڑھانے ہی کی اُجرت کو لے لیجئے کہ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور پھر اس تاویل سے حلال بھی کہا جاتا ہے کہ صاحب ہم تو وقت کی اُجرت لیتے ہیں، تو گویا جن اکابر سلف نے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا ان کے زمانہ میں بغیر وقت خرچ کئے ہی قرآن حکیم کی تعلیم دینے کا کوئی طریقہ موجود ہوگا۔

اسی طرح رشوت کو ہدیہ سمجھ کر حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر کھود کرید کر پتہ لگایا جائے تو وہ رشوت ہی نکلے گی۔ فقہا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی حاکم کو اس کے عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے رشتہ داری یا دوستانہ میں کچھ لیا دیا کرتا تھا تو اس کا لینا تو ہدیہ ہے اور عہدہ پر جانے کے بعد جو لوگ دینے لگتے ہیں وہ سب رشوت ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جنھیں ابن اللتبیہ کہتے تھے، جب وہ زکوٰۃ وصول کرکے لائے تو عرض کیا یہ تمہارا ہے (یعنی بیت المال کا حصہ ہے) اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ یہ سُن کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا۔

> امابعد- میں تم میں سے بعض لوگوں کو ان کاموں کے لئے مقرر کرتا ہوں جن کا خدا نے مجھے متولی بنایا ہے تو ان میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے (اگر ایسی ہی پوزیشن رکھنا تھا) تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا۔ پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔"

"کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا ماں کے گھر میں"۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو چیز عہدہ کی وجہ سے ملے وہ رشوت ہی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

حرام چیز کا نام بدل کر اور اس کی دوسری صورت بنا کر حلال سمجھ لینا اس اُمّت سے پہلے لوگوں میں بھی رائج تھا چنانچہ صحیحین کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو کہ خُدا نے جب چربی کا استعمال اُن پر حرام کر دیا تو اسے اچھی صورت میں (یعنی تیل بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے۔

سود عام ہوگا اور حلال و حرام کا خیال نہ کیا جائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان یہ پروا نہ کرے گا کہ اس نے حلال حاصل کیا یا حرام لیا۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لیکن یہ سمجھنا کہ حلال آج کل ملتا ہی نہیں نفس کا دھوکہ ہے چونکہ حلال کا دھیان رکھنے کی وجہ سے انسان قیود و حدود میں بندھ جاتا ہے اور بقول حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اَلْحَلَالُ لَا یَحْتَمِلُ السَّرَفَ حلال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں ہوتی اور عیش و مستی کی زندگی گذارنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے نفس یہ تاویل سمجھاتا ہے کہ آج کل حلال تو ملتا ہی نہیں لہٰذا حرام حلال کا خیال فضول ہے۔ لیکن جن بندوں کے دل میں خدا کا خوف ہے اور جنہوں نے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ	جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہو جو گوشت حرام سے بڑھا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہوگی۔

سُنا ہے وہ حلال ہی کا دھیان رکھتے ہیں اور خدا انھیں حلال ہی دیتا ہے۔ اگرچہ حلال ان کو زیادہ نہیں ملتا اور حلال طلب کرنے والوں کی بسا اوقات دنیوی ضرورتیں بھی رُکی رہتی ہیں لیکن آخرت کے بے پناہ عذاب سے بچنے کے لئے دُنیا کی جلد ہی ختم ہو جانے والی تکلیفوں کا برداشت کرنا ہر عقلمند کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حلال ملنے کی دقّت بھی تو خود ہماری ہی پیدا کردہ ہے اگر تقویٰ اور پرہیزگاری کی طرف لوگوں کا رُخ ہو جائے اور سب حلال کمانے کی فکر کریں تو جو مشکلات آج پیدا ہو رہی ہیں وہ کسبِ حلال میں ہرگز پیش نہ آئیں مگر حال یہ ہے کہ جو دیندار اور پرہیزگار سمجھے جاتے ہیں۔ برس ہا برس کے نمازی ہیں وہ بھی کمانے کے سلسلہ میں مفتی صاحب کی خدمت میں یہ معلوم کرنے کے لئے نہیں پہنچتے کہ میں یہ تجارت کرنا چاہتا ہوں یا فلاں محکمہ میں مجھے ملازمت مل رہی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور تجارت میں فلاں معاملہ مشروع ہے یا نامشروع؟ ہاں سجدہ سہو اور وضو غسل کے مسائل خوب پوچھتے ہیں اور ان کے بارے میں خوب بحث بھی کی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت میں ہر حکم اور ہر معاملہ کے احکام موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے ساتھ

یہود کا یہی معاملہ تھا کہ بعض پر عمل کرتے اور بعض کو پس پُشت ڈال رکھا تھا۔
اس حقیقت کو خُداوند قدوس نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج (بقرہ) ع ۱۰ — کیا خدا کی کتاب کے ایک حصّہ پر تمہارا ایمان ہے اور تم اسی کتاب کے کچھ حصوں کا انکار کرتے ہو؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے دس درہم (تقریباً ۸ ؏ ۸ر) کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم (۴) حرام کا تھا (یعنی دسواں حصّہ بھی اگر حرام کا ہو) تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا خُدا اس کی نماز قبول نہ فرماوے گا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر میں ہو (یہ اس لئے فرمایا کہ مسافر کی دُعا قبول ہوتی ہے اور اس کی شکستہ حالی کا یہ عالم ہو کہ) بال بکھرے ہوئے ہوں، غبار آلود ہو (اور) آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے ہوئے یا ربّ یا ربّ کہہ کر دُعا کرتا ہو اور اس کا کھانا بھی حرام ہو، لباس بھی حرام ہو، اور حرام اس کی غذا ہی ہو تو اس وجہ سے کس طرح اس کی دُعاء قبول ہوگی۔ (مُسلم)

ان وعیدوں کے باوجود بھی مُسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حرام لینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے حالانکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشتبہ چیز تک سے بچنے کا حکم فرمایا تھا کہ۔

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا — شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر اس کی

يُرِيبُكَ (مشکوٰۃ) طرف بڑھ جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

احمد اور دارمی کی روایتوں میں اس کی مزید توضیح اس طرح آئی ہے۔

اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ

بھلائی وہ ہے جس سے نفس مطمئن ہو جائے اور دل میں کھٹکا نہ رہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور اس کے کرنے سے سینے میں گھٹن محسوس ہو (یعنی اس کے حلال ہونے کی دل گواہی نہ دے) اگرچہ مُفتی تجھے (اس کے حلال ہونے کا) فتوی دیں

ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک متقی نہ ہوگا جب تک حلال کو بھی اس خوف سے نہ چھوڑ دے کہ کہیں حرام نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

سود عام ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ضرور ایک ایسا دور آئے گا۔ کہ کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے جو سود کھانے والا نہ ہو اور اگر سود بھی نہ کھائے گا تو اسے سود کا دھواں اور بعض روایات میں غُبار پہنچ جائے گا۔

یہ پیشین گوئی بھی اس وقت صادق آرہی ہے۔ بنکوں سے تعلق رکھنے والوں اور بنک کے ذریعہ کاروبار چلانے والوں کو اور پھر ان سے شرکت یا ملازمت کے ذریعہ روپیہ حاصل کرنے والوں کو شمار کر لو پھر دیکھو کہ سود یا اس کے اثر سے کون بچ رہا ہے؟

چرب زبانی سے روپیہ کمایا جائے گا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ موجود نہ ہو جائیں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ پیٹ بھریں گے جیسے گائے بیل اپنی زبانوں سے پیٹ بھرتے ہیں۔

"زبانوں کے ذریعے پیٹ بھریں گے" یعنی لمبی لمبی تقریریں کر کے اور گھنٹوں مسلسل لکچر دے کر عوام کو اپنی جانب مائل کریں گے اور ان کا ذریعۂ معاش زبانی جمع خرچ اور لیڈری ہوگا اور اس طریقے سے جو روپیہ ملے گا بلالحاظ حرام و حلال خوب ہضم کرتے جائیں گے جس طرح گائے بیل خشک و تر کا لحاظ کئے بغیر اپنے سامنے کا تمام چارہ چٹ کر جاتے ہیں۔ (من المرقات)

زیادہ بولنا اور مسلسل بولنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا اس لئے بہت سے ارشادات میں کم بولنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اس عادت سے منع فرمایا ہے کہ بولتے ہی چلے جاؤ اور درمیان میں توقف بھی نہ کرو۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی بات فرماتے تو تین بار فرماتے تھے تاکہ سمجھنے والے سمجھ لیں یہ نہیں کہ ایک بات کہی پھر دوسری پھر تیسری اور مسلسل بولتے رہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری طرح بات میں بات نہ پروتے جاتے تھے بلکہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ تمام کلمات الگ الگ ہوتے تھے (اور) جسے پاس بیٹھنے والے یاد کر لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

مگر آج سب سے اچھا مقرر اسی کو سمجھا جاتا ہے جو کئی گھنٹے مسلسل بولتا جائے اور ایسی تقریر کرے جو بہت سے حاضرین کی سمجھ سے بھی بالاتر ہو۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لمبی تقریر کر ڈالی حضرت عمروؓ نے فرمایا اگر یہ زیادہ نہ بولتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھے کم بولنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کم بولنا ہی بہتر ہے ابوداؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا یقیناً زبان دراز آدمی سے بہت ناراض رہتا ہے جو (بولنے میں) اپنی زبان کو اس طرح چلاتا ہے جیسے گائے (کھانے میں) اپنی زبان (دانتوں اور زبان کے آس پاس) چلاتی ہے۔

چونکہ دورِ حاضر کے لیڈر اور واعظوں اور مقرروں کی غرض شاہراہ عمل پر ڈالنا نہیں ہوتی بلکہ صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ لوگ ہماری تقریر سے محظوظ ہوں اور ہمارے معتقد بن جائیں اس لئے وعظ و تقریر کا اثر بھی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ قُلُوْبَ	جس نے بات پھیرنے کا طریقہ اس لئے سیکھا
الرِّجَالِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ	کہ لوگوں کے دلوں کو اپنے پھندے میں

مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا (مشکوٰۃ)

پھنسائے قیامت کے دن خدا نہ اس کا نفل قبول کرے گا نہ فرض۔

گمراہ کن لیڈر اور جھوٹے نبی پیدا ہوں گے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا میرے ساتھی (حضرات صحابہؓ) واقعۃً بھول گئے یا (ان کو یاد تو ہے مگر) بظاہر بھولے ہوئے سے رہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ختم ہونے سے پہلے پہلے پیدا ہونے والے فتنہ کے ہر اس لیڈر کا نام مع اس کے باپ اور قبیلے کے نام کے بتا دیا تھا جس کے ماننے والے ۳۰۰ یا اس سے زائد ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت ثوبان کی روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ کرنے والے لیڈروں کا خوف ہے۔ (ترمذی)

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت نہ ہوگی جب تک ۳۰ کے قریب ایسے فریبی (اور) جھوٹے نہ آجائیں جن میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگ بھلائی کی باتیں پوچھا کرتے تھے (کہ آئندہ کیا کیا بہتری کا زمانہ آنے والا ہے) اور میں آپ سے برائی کے متعلق پوچھا کرتا تھا (کہ آئندہ کیا کیا مصائب بلائیں اور حوادث و آفات کا ظہور ہونے والا ہے) تاکہ آنے والی بلائیں

مجھے نہ گھیر پاویں۔ اسی عادت کے مطابق میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم جاہلیت اور خرابی میں پڑے ہوئے تھے خدا نے (اسے دُور فرما کر) ہم کو یہ بہتری (یعنی اسلام کی دولت) عنایت فرمائی تو کیا اس بہتری کے بعد بُرائی کا ظہور ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا۔ پھر اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس خیر میں کچھ کدورت ہوگی (یعنی وہ خیر صاف نہ ہوگی بلکہ اس میں پانی کی طرح ملاوٹ ہوگی)! میں نے عرض کیا کہ کدورت کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے پر چلیں گے۔ میرے طرزِ زندگی کے علاوہ زندگی کے دوسرے طریقوں کی راہ بتائیں گے۔ ان کے فعل تُم اچھے بھی دیکھو گے اور بُرے بھی۔ میں نے عرض کیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ارشاد فرمایا ہاں دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر (اپنی طرف) بلانے والے ہوں گے (یعنی دوزخ میں لے جانے والے افعال کی دعوت دینگے) جو شخص ان دروازوں کی طرف چلنے کے لیے اُن کی دعوت قبول کرے گا اسے دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا ہمیں ان کا (مزید کچھ) تعارف کرا دیجئے۔ ارشاد فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں والی مواعظ وحکم کی) باتیں کریں گے، میں نے عرض کیا کہ اگر میری زندگی میں وہ وقت آجائے تو ارشاد فرمایئے۔ میں اس وقت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر سے چمٹے رہنا۔ میں نے عرض کیا اگر مُسلمانوں کی جماعت (اسلامی طریقہ پر منظم) نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو تو کیا کروں؟ ارشاد فرمایا تو ان سب فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تجھے (آبادی میں جگہ نہ ملنے کے

سبب) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے کاٹنی پڑے اور اسی حال میں تجھے موت آجائے (مطلب یہ ہے کہ خواہ کیسی ہی تنگی اور سختی برداشت کرنی پڑ جائے ان فرقوں اور پارٹیوں سے الگ رہنا ہی تیری نجات کا سامان ہوگا۔) (بخاری و مسلم)

مُسلم شریف کی ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ کے سوال پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ایسے رہبر ہونگے جو میری ہدایت کو قبول نہ کریں گے اور میرے طریقے کو اختیار نہ کریں گے اور عنقریب ان میں سے ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی بدن میں ہوتے ہوئے بھی شیطان والے دل ہوں گے۔

مدعیانِ نبوت، باطل کے داعی اور گمراہی کے رہبر صدیوں سے ہوتے چلے آئے ہیں اور اس دور میں تو ایسے لوگوں کی بہت ہی کثرت ہے جو ملحدانہ اور غیر اسلامی نظریوں کی دعوت دیتے ہیں ان کا بصیرت افروز بیان اور روح پرور تقریریں قرآن حکیم کی آیات اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے پُر ہوتی ہیں مگر ان آیات و احادیث سے کُفر و الحاد کے نظریوں کی تائید کی جاتی ہے اور غضب کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلامی نظریات کو سمجھا تک نہیں وہ چند آیات و احادیث یاد کر کے دوسری پارٹیوں کے نظریات کو خالص اسلامی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک طرف گمراہ کُن لیڈروں نے اُمّت کو برباد کر رکھا ہے۔ دوسری طرف جاہل اور دُنیادار پیروں نے ایمان اور اعمالِ صالحہ سے کھو دیا ہے۔ پیر کو نذرانہ دینا، قبروں کی زیارت کرنا، عرسوں کے جلوے دیکھنا اور اولیائے سلف کے ارشادات اور قصّوں کو یاد کر لینا اور بیان کر دینا ہی نجات کا سامان سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام کی موٹی موٹی باتوں (روزہ نماز وغیرہ تک سے) پیر بھی بھاگتے ہیں اور مُرید بھی اعمالِ صالحہ کے

اعتبار سے صفر ہی نظر آتے ہیں۔ پھر آیات و احادیث کی وہ دلچسپ اور من سمجھی تفسیریں گھڑ رکھی ہیں جن میں سے بعض تو سراسر کُفر ہیں جہاں مثنوی مولانا روم کے کچھ اشعار یاد ہوئے حضرت جُنیدؒ و شبلیؒ کے کچھ ارشادات کا پتہ چلا اور خواجہ اجمیریؒ اور دیگر اولیائے اُمت کی کچھ کرامتیں معلوم ہوئیں بس کامل و مکمل بن گئے۔

قتل کی اندھیر گردی ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک دُنیا ختم نہ ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ قاتل کو یہ علم بھی نہ ہوگا کہ میں نے کیوں قتل کیا اور مقتول یہ نہ جانے گا کہ میں کیوں قتل ہوا کسی نے عرض کیا ایسا کیوں ہوگا؟ ارشاد فرمایا فتنوں کی وجہ سے قتل (بہت ہی زیادہ ہوگا) پھر ارشاد فرمایا (ان فتنوں میں) قتل کرنے والا اور قتل ہونے والا دونوں جہنم میں داخل ہوں گے۔ (مُسلم شریف)

قاتل کا دوزخی ہونا تو ظاہر ہے کہ اس نے ناحق دوسرے کا خون کیا اور مقتول کے دوزخی ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں یہ آئی ہے کہ چونکہ وہ بھی دوسرے کو قتل کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا اس لئے وہ بھی دوزخی ہوگا۔ (بخاری)

آج کل جس قدر قتل واقع ہو رہے ہیں۔ عمُوماً ان کی وجہ فتنوں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ قومی عصبیت اور فرقہ پرستی کے باعث ہزاروں جانیں ختم ہو جاتی ہیں اور قاتل کو مقتول کی خبر نہیں ہوتی نہ مقتول کو قاتل کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرے فرقہ کا جو شخص ہاتھ لگا ختم کر ڈالا اور اس کے ختم کرنے کے لئے بس یہی دلیل کافی ہے کہ وہ قاتل کے فرقہ میں سے نہیں ہے چند انسانوں کے نظریوں کی جنگ نے ایسے ایسے آلات

جنگ تیار کر لئے ہیں کہ شہر کے شہر ذرا دیر میں فنا کے گھاٹ اُترتے چلے جاتے ہیں پھر تعجب یہ ہے کہ ہر فریق یہ بھی کہتا ہے کہ ہم امن چاہتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ وارانہ قتل و قتال کے حق میں فرمایا ہے۔

وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَدْعُو لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ (مشکوٰۃ)

جس نے ایسے جھنڈے کے نیچے جنگ کی جس کے حق یا باطل ہونے کا علم نہ ہو اور عصبیت کی ہی خاطر غصہ ہوتا ہو اور عصبیت ہی کے لئے دعوت دیتا ہو، عصبیت ہی کی مدد کرتا ہو تو اگر وہ مقتول ہوا تو جاہلیت کی موت قتل ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور عصبیت کیلئے جنگ کرے اور عصبیت پر مر جائے۔

ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف)

امانت اُٹھ جائے گی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بتائی تھیں۔ جن میں سے ایک دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ ایک بات تو آپ نے ہمیں یہ بتائی تھی کہ بیشک انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں امانت اُتار دی گئی پھر اس کی (تفصیلات) کو لوگ قرآن سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے سیکھ گئے (اس کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں) دوسری

بات آپؐ نے امانت اُٹھ جانے کے بارے میں بتائی اور ارشاد فرمایا کہ انسان ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اُٹھالی جائے گی اور بجائے (اصل امانت کے) فقط ایک نقطہ سارہ جائے گا پھر دوبارہ سوئے گا تو باقی امانت بھی اُٹھالی جائے گی اور اس کا اثر نقطہ کی طرح بھی نہ رہے گا بلکہ) ٹھیٹ کی طرح رہ جائے گا جیسے تُم پاؤں پر چنگاری ڈالو اور اس کی وجہ سے ایک آبلہ (چھالا) پڑ جائے جو اُوپر سے پھولا ہوا دکھائی دے اور اندر کچھ نہ ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپس میں معاملات کریں گے تو کوئی امانت ادا کرنے والا نہ ملے گا اور یہ تذکرے ہوا کریں گے کہ فلاں قبیلہ میں فلاں شخص امانت دار ہے (یعنی تلاش کرنے سے بمشکل کوئی امانت دار ملا کرے گا) اور انسان کی تعریف میں یوں کہا جائے گا کہ فلاں بڑا عقلمند (چلتا پرزہ) ہے اور بڑا ہی ظریف ہے اور بڑا ہی قوی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔

یعنی تعریف ایمانداری کی نہیں بلکہ چال بازی کی ہوا کرے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے امانتداری کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور امانت ختم ہو جانے کا دور آنے سے پہلے ہی دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر ہماری آنکھیں آج اس دور کے زمانہ کو دیکھ رہی ہیں کہ امانت عنقا ہو گئی ہے، انسانوں کی عام زندگی کا رُخ اس طرف مُڑ گیا۔ کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے سے لو اور جس طرح بھی ہو اس کا حق نہ دو۔ اگر کوئی اپنا حق بھول جائے تو بہت غنیمت سمجھا جاتا ہے اور اسے حق یاد دلانے اور ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ ریل میں مثلاً بغیر ٹکٹ بیٹھے چلے گئے اور ٹکٹ چیکر کو پتہ نہ چلا تو

ہرگز یہ نہ سوچیں گے کہ ہم خود حق ادا کر دیں بلکہ حق دبا لینے پر خوش ہوں گے کہ آج تو ہم نے مُفت میں سفر کیا اور ٹی ٹی کو (گالی دیکر) کہیں گے کہ دھیلہ بھی نہ دیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ امانت داری کا صرف مال ہی سے تعلق نہیں بلکہ ہر وہ حق جو ہمارے ذمہ کسی کا ہو اس کی حق تلفی خیانت میں شامل ہے۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں (یعنی مجلس کی بات نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے) نیز رسولِ مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص بات کہے اور اسے چھپانے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھتا ہو (کہ کوئی سُن تو نہیں رہا) تو وہ بات امانت ہے اور فرمایا کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ بڑی خیانت ہے کہ تمھارا بھائی تمھیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اس سے جھوٹی بات بیان کر رہے ہو اور فرمایا کہ جو شخص کسی جماعت کا امام بنا اور اس نے صرف اپنے لئے دُعا کی (اور مقتدیوں کو دُعا میں شامل نہ کیا) تو اس نے خیانت کی اور جس نے بلا اجازت کسی کے گھر میں نظر ڈالی تو اس نے بھی خیانت کی۔ (مشکوٰۃ)

یعنی یہ تمام باتیں امانت داری کے خلاف ہیں۔ ہر مُلک و قوم اور خاندان میں عقلمندی، خوش طبعی، چالاکی، دلیری، جسمانی قوّت مالداری، زر اندوزی وغیرہ تو پائی جاتی ہیں مگر علم حقیقی، شرافت، اخلاق نبویؐ، صداقت، سخاوت، رحم، تسلیم، رضا، صبر، تفویض، توکل، ایثار، امانت داری وغیرہ وغیرہ اوصافِ حمیدہ کا حاصل کرنا تو درکنار ان کا سمجھنا بھی بے ضرورت سا ہو گیا ہے۔

بلند مکانات پر فخر کیا جائے گا اور نالائق حکمراں ہونگے

حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور تم اس معاملہ میں برابر ہیں (یعنی اس کا جیسے تمہیں پتہ نہیں مجھے بھی علم نہیں) ان صاحب نے عرض کیا تو اس کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا (اس کی بعض نشانیاں) یہ ہیں کہ عورتیں ایسی لڑکیاں جننے لگیں جو ان (ماؤں) پر حکم چلائیں اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیر اور ننگے بدن والے تنگدست اور بکریاں چرانے والے مکانات کی بلندی پر فخر کریں گے (یہ حضرت عمرؓ کی روایت کے الفاظ ہیں) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم ننگے پیر اور ننگے بدن والوں، گونگوں بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو (اس وقت قیامت قریب ہوگی۔)

مکانات کی بلندی پر فخر کرنا اور ایسی اولاد کا پیدا ہو جانا جو والدین پر حکم چلائیں اس دور میں ہو بہو موجود ہے۔ جو اہلِ ثروت اور سرمایہ دار ہیں وہ تو بڑی بڑی بلڈنگیں بناتے ہی ہیں مگر جن کے پاس کھانے پہننے کو بھی نہیں وہ بھی پیٹ کاٹ کر اور قرض لے لے کر اپنے گھروں کی عمارت اونچی بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ جہاں انسان کے اور اوصاف کی تعریف کی جاتی ہے وہاں عمدہ مکان بیٹھک و بنگلہ کا مالک ہونا بھی زبان پر آجاتا ہے۔

ننگے بدن اور ننگے پیر والے بادشاہ تو ابھی موجود نہیں ہوئے آئندہ ضرور

ہوں گے جیسا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے البتہ ایسے حکمراں اس وقت بھی موجود ہیں جنھیں "گونگا" اور بہرا کہنا بالکل صحیح ہے کیونکہ ان میں نہ حق سُننے کی صلاحیت ہے نہ حق کہنے کی قابلیت ہے ان کے مخالف اخبار اور لیڈراُن کو حق پر لانے کی بہت کافی کوشش کرتے ہیں۔ مضامین اور آرٹیکل لکھ کر بھی جھنجوڑتے ہیں مگر گورنر ہوں یا وزراء۔ یا نیچے کے حکمراں ہوں اپنی کج روی کو چھوڑنے کیلئے ذرا ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کی گویائی کا یہ عالم ہے کہ تقریروں اور بیانوں میں اس قدر صاف اور صریح جھوٹ بول جاتے ہیں کہ اخبارات ان کے جھوٹ کی داد دیتے دیتے تھک جاتے ہیں اور عوام کے دلوں سے اپنے حکمرانوں کی بات کا اعتماد اٹھتا چلا جاتا ہے۔ پھر نا اہل اس قدر ہیں کہ جو محکمہ ان کے سپرد کیا جاتا ہے وزیر و گورنر ہے اور ہزاروں روپے کی تنخواہ بٹورنے کے شوق میں اسے قبول تو کر لیتے ہیں مگر محکمہ کی ذمہ داریوں کو پوری طرح انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک دیہاتی نے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا جب امانت داری جاتی رہے تو قیامت کا انتظار کرنا! سائل نے دوبارہ دریافت کیا کہ امانت داری کیسے ضائع ہوگی؟ ارشاد فرمایا۔ جب عہدے نا اہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں (جیسے صدارت، قیادت، حکومت، وزارت، تدریس، امامت، خطابت، افتا وغیرہ) تو قیامت کا انتظار کرنا (یعنی جب ایسا ہوگا تو امانت داری بھی ضائع کر دی جائے گی) اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ نالائق حکمرانوں کے علاوہ دوسرے عہدوں پر فائز ہونے والے بھی نا اہل ہوں گے۔ چنانچہ آج کل

موجود ہیں۔ ملحد، فاسق، بخیل، بدکار اور بداخلاق لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ ممبرانِ پارلیمنٹ اس قدر نااہل ہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر بحث کرتے کرتے ہفتوں گزر جاتے ہیں اور کسی اچھے نتیجے پر نہیں پہنچتے، جو لوگ معزز اور اہلِ عقل سمجھے جاتے ہیں، دولت و ثروت کی وجہ سے انھیں بڑا آدمی کہا جاتا ہے ان کے افعال و کردار بسا اوقات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے بڑوں کی بدکرداری کس درجہ بڑھی ہوئی ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی،

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعَ ابْنَ لُكَعٍ
(ترمذی)

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دُنیا کا سب سے زیادہ حصہ ایسے شخص کو نہ مل جائے جو خود بھی کمینہ ہوگا اور اس کا باپ بھی کمینہ ہوگا۔

جلد ہی دُنیا پر صادق آنے والا ہے۔ اس وقت انسانوں میں بلند اخلاق والے انسان بہت ہی کم ہیں اور وہ وقت موجود ہے جس کا بخاری شریف میں ذکر ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمَرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً۔

نیک لوگ یکے بعد دیگرے ختم ہوتے جائیں گے اور بیکار لوگ رہ جائیں گے جیسے ردّی جَو یا کھجور کا کوڑا رہ جاتا ہے۔ خدا ان کی ذرا پروا نہ کرے گا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام (بادشاہ) کو قتل نہ کر دو اور تلواریں لے کر آپس میں نہ لڑو اور دُنیا کے وارث شریر لوگ نہ بن جائیں۔

سُرخ آندھی اور زلزلے آئیں گے صورتیں مسخ ہو جائیں گی اور آسمان سے پتھر برسیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کا بیان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مال غنیمت کو (گھر کی) دولت سمجھا جانے لگے اور امانت غنیمت سمجھ کر دبالی جایا کرے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے اور (دینی) تعلیم دُنیا کے لئے حاصل کی جائے اور انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کو ستائے اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے مسجدوں میں (دُنیا کی باتوں کا) شور ہونے لگے قبیلہ (خاندان) کے سردار بد دین لوگ بن جائیں۔ کمینے قوم کے ذمہ دار ہو جائیں۔ انسان کی عزت اس لئے کی جائے تاکہ وہ شرارت نہ پھیلاوے (یعنی خوف کی وجہ سے) گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہو جائے شرابیں پی جانے لگیں اور بعد میں آنے والے لوگ اُمت کے پچھلے (نیک) لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس زمانہ میں سُرخ آندھی اور زلزلوں کا انتظار کرو زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی لڑی کا تاگہ ٹوٹ

جائے اور پے بہ پے دانے گرنے لگیں۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ (مرد) ریشمی لباس پہننے لگیں گے۔

اس حدیث میں جن باتوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت موجود ہو چکی ہیں اور ان کے بعض نتیجے (یعنی زلزلے وغیرہ) بھی جا بجا ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر اُمّت کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے اور پھر ان عذابوں پر غور کیا جائے جو زلزلوں وغیرہ کی صورت میں سامنے آرہے ہیں تو اس حقیقت کا پورا پورا یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ مصائب و آفات آج ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہماری ہی کرتوتوں کا نتیجہ اور بدکاریوں کا بدلہ ہے۔ اس حدیث کی اصل عبارت کے علیحدہ علیحدہ جزو کر کے مزید توضیح کرتا ہوں۔ اِتَّخَذَ الْغِنٰی دُوَلًا (جب غنیمت کا مال گھر کی دولت سمجھا جانے لگے) اس کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ لمعات لکھتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّ الْاَغْنِیَاءَ وَاَصْحَابَ الْمَنَاصِبِ یَتَدَاوَلُوْنَ اَمْوَالَ الْغِنٰی وَیَمْنَعُوْنَهَا مِنْ مُسْتَحِقِّیْهَا وَیَسْتَاثِرُوْنَ بِحُقُوْقِ الْفُقَرَاءِ

اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دار اور عہدہ دار غنیمت کے مال کو (جو عام مسلمانوں اور فقراء و مساکین کا حق ہوتا ہے) آپس میں بانٹ کھائیں اور مستحقین کو دینے کی بجائے فقراء کا حق خود ہی دبا بیٹھیں۔

صاحبِ لمعات کا آخری جملہ یعنی وَیَسْتَاثِرُوْنَ بِحُقُوْقِ الْفُقَرَاءِ (کہ مالدار فقراء کا حق خود ہی دبا بیٹھیں) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حدیث شریف میں مالِ غنیمت بطور مثال کے ذکر فرمایا ہے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ دُنیا کے بااثر

اور سرمایہ دار لوگ فقراء کے حقوق خود ہی ہضم کرنے لگیں گے جیسا کہ آج ہم اوقاف کے بارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مساجد کے متولی اور مدارس کے مہتمم اور دیگر اوقاف کے منتظم مستحقین کو محروم رکھتے ہیں اور رجسٹر میں غلط حساب لکھ کر رقم خود ہی دبا لیتے ہیں اور اب تو یہ رواج بہت ہی چل پڑا ہے کہ محض اپنی ذاتی اور دنیوی غرض کے لئے مدارس کھولے جاتے ہیں اور قرآن وحدیث کی خدمت کے نام پر چندہ جمع کر کے عیش پرستی کی جاتی ہے یہ کوئی فرضی افسانہ نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے شاید کوئی فرد ہی ناواقف ہو۔ وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا (اور امانت غنیمت سمجھ کر دبالی جایا کرے) یعنی جب کوئی شخص امانت کا مال رکھ دے تو اس میں خیانت کرتے ہوئے ذرا بھی پس وپیش نہ کی جائے اور اسے بالکل اس طرح خرچ کیا جائے جیسے اپنا ہی مال ہو اور میدانِ جہاد سے بطورِ غنیمت کے ملا ہو یا باپ دادا کی میراث سے ہاتھ لگا ہو۔ وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا (اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے) یعنی زکوٰۃ دینا نفس پر ایسا گراں اور ناگوار ہوگا جیسے خواہ مخواہ کسی چیز کا تاوان (ڈنڈ) دینا پڑ جائے اور بغیر کسی ضرورت کے مال خرچ کرنا پڑے ہمارے زمانہ میں زکوٰۃ کے بارے میں یہی ہو رہا ہے کہ سرمایہ داروں میں زکوٰۃ دینے والے بہت ہی کم ہیں اور دینے والوں میں بھی خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔

دوسری حدیثوں میں آپؐ نے زکوٰۃ نہ دینے کے خاص خاص بُرے نتائج بھی ذکر فرمائے ہیں۔ مثلاً ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی۔ (حتیٰ کہ)

اگر چوپائے (گائے بھینس وغیرہ) نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو یعنی زکوٰۃ نہ دینے پر بھی جو تھوڑی بہت بارش ہو جاتی ہے وہ انسانوں کے لئے نہیں بلکہ خداوند عالم حیوانات کے لئے بارش برساتے ہیں اور ان کے طفیل میں انسانوں کا بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ انسان خود اس لائق نہ رہیں کہ اللہ جل شانہٗ ان پر رحم فرمائے بلکہ چوپایوں کے طفیل میں انہیں پانی (وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ) اور دینی تعلیم غیر دین (یعنی دنیا) کے لئے حاصل کی جائے۔ آج کل علماء اور حافظوں کا بھی حال ہے کہ دنیاوی جاہ و حشمت، دولت و ثروت، ملازمت اقتدار کی خاطر پڑھتے ہیں۔ چند کوڑیاں ملنے لگیں تو وعظ بھی فرماویں اور قرآن بھی سکھاویں۔ تجوید کی مشق بھی کراویں۔ امامت بھی کرلیں۔ اس کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پانچوں وقت مصلے پر نظر بھی آئیں اور اگر ملازمت باقی نہ رہے تو اللہ کے لئے ایک گھنٹہ بھی قرآن و حدیث کا درس دینے کو تیار نہ ہوں اور امامت جاتی رہے تو جماعت تو کیا پورا وقت گذر جائے مگر نماز ہی نہ پڑھیں۔ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ (اور انسان بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کو ستائے) یعنی بیوی کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرے اور ماں کی خدمت کی بجائے اسے تکلیف پہنچائے اس کے آرام و راحت کا خیال نہ کرے اس کا کہنا نہ مانے موجودہ دور میں ایسا ہی ہو رہا ہے

وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ (اور اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے) یعنی دوست کی قدر و منزلت تو دل میں ہو مگر باپ کی خدمت اور دلداری کا خیال نہ ہو، باپ کی بات پر دوست کی فہمائش و فرمائش مقدم ہو۔ حضرت علیؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں وَبَرَّ صَدِیْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ

دکر دوست کے ساتھ سلوک کرے اور باپ پر ظلم کرے) جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں کہ لوگ ماں باپ کی خدمت سے بہت ہی غافل ہیں۔ حالانکہ حدیثوں میں وسعتِ رزق اور عُمر بڑھنے کے لئے رشتہ داروں سے ساتھ سلوک کرنے کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ جس گُناہ کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ لیکن والدین کے ستانے کی سزا مرنے سے پہلے دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں

وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ (اور مسجدوں میں شور ہونے لگے) یعنی مسجدوں کا ادب و احترام دل سے جاتا رہے گا اور شور و شغب، چیخ و پکار سے گونج اٹھا کریں گی۔ عموماً آج کل مساجد کے ساتھ مسلمانوں کا یہی برتاؤ ہے

وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ (بد دین خاندان کے سردار اور کمینے قوم کے ذمہ دار بن جائیں) بالکل یہی آج کل ہو رہا ہے کہ دین دار اور متقی انسان کو خاندان کی باگ ڈور نہیں سونپی جاتی بلکہ بد دین لوگ خاندان کے سردار اور بڑے سمجھے جاتے ہیں جب کوئی جماعت یا پارٹی بنے تو گو اس کے اغراض و مقاصد محض دینی اور اسلامی بنائے جاتے ہوں اور نام بھی خالص مذہبی ہو مگر اس کا صدر و سکریٹری ایسے شخص کو چُنا جاتا ہے جس میں دینداری اور پرہیزگاری خدا ترسی، رحم، زہد، دیانت، امانت وغیرہ صفاتِ حسنہ نام کو بھی نہ ہوں۔

وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ (اور انسان کی عزت اس لئے کی جائے کہ وہ شرارت نہ پھیلائے) یعنی ادب و احترام، تعظیم و اکرام دل میں تو نہ ہو

لیکن ظاہری طور پر اس لئے تعظیم سے پیش آنے کا رواج ہو جائے کہ اگر فلاں شخص کو "آداب عرض" نہ کریں تو کوئی شرارت پھیلا دے گا۔ اور اپنے اقتدار اور روپے پیسے کے غرور میں نہ جانے کس وقت کونسی مصیبت کھڑی کر دے۔ اس وقت ہو بہو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ جن کی سامنے عزت کی جاتی ہے۔ پیچھے ان پر گالیوں کی بوچھار کی جاتی ہے شریروں کے ہاتھ میں اقتدار آنے اور مال و دولت ان کے پاس ہونے اور عوام کے اس قدر گر جانے کے باعث کہ کسی با اقتدار شخص کو شریر سمجھتے ہوئے بھی، بجائے برائیوں سے روکنے اور اس کے سامنے حق کہنے کے عزت سے پیش آنے لگیں یہ اُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ کی پیشین گوئی صادق آتی ہے۔

وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ (گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے سامان رائج ہو جائیں) جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں کچھ پیسے پاس ہو جاتے ہیں یا معقول ملازمت مل جاتی ہے تو سب سے پہلے لہو و لعب اور گانے بجانے کا سامان خریدنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ گھر میں گراموفون کا ہونا ترقی کا معیار اور آسودگی کی علامت بن چکا ہے۔ گراموفون بج رہا ہے اور سب چھوٹے بڑے مل کر عشقیہ غزلیں، فحش گانے، گندہ مذاق سُنتے ہیں بیاہ شادی اور دوسری تقریبوں میں باجے اور گانے کا انتظام نہ ہو تو اس تقریب کو بدمزہ اور پھیکا سمجھا جاتا ہے، بزرگوں کے مزارات پہ عرس کے نام سے اجتماع ہوتا ہے اور گانے بجانے کا سامان مہیا کر کے تفریح اُڑائی جاتی ہے طوائف کے ناچ گانے میں مشغول ہو کر نماز کی بھی فرصت نہیں

ہوتی جن بزرگوں کی زندگی خلاف شرع چیزوں کو مٹانے کے لئے وقف تھی ان کے مزارات کھیل تماشوں ناچ اور گانوں کے اڈّے بنے ہوئے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ (بیہقی)

فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے رب نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہادی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کا سامان اور بُت اور صلیب (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کی چیزوں کو مٹا دوں۔ (رواہ احمد)

آج کل گانا بجانا زندگی کا اہم جزو بنا ہوا ہے اور ازدواجی زندگی کا معیار بھی اس قدر بدل گیا کہ شوہر و بیوی کے انتخاب کے لئے دیندار اور خدا ترس ہونا نہیں دیکھا جاتا بلکہ مرد نازنین رقّاصہ ڈھونڈتا ہے اور بیوی کو ہیرو درکار ہوتا ہے۔ مال و زر کی ہوس میں شریف زادیاں خاندانی عزّت کو خاک میں ملا کر اسٹیج پر آرہی ہیں۔ کمپنی کے ایجنٹ اور دلال بہلا پھسلا کر انھیں تباہ و برباد کرتے ہیں ایک ایکٹرس اپنے حسن و دوستی کے جنون میں ہر وہ حرکت کر گذرجاتی ہے جو نہ کرنی چاہئے تھی۔ جب پوسٹروں اور اخباروں میں ان کا تعارف کرایا جاتا ہے اور اس کے رقص کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کا دل اور بڑھتا ہے اور بے حیائی کے اور زیادہ مراتب طے کرتی چلی جاتی ہے۔ ضرورت زمانہ کو دیکھ کر اب تو بعض اسکولوں میں بھی رقص کی باقاعدہ تعلیم جاری ہوگئی ہے۔

ریڈیو گھر گھر اچھی باتیں اور عمدہ اخلاق کی تعلیمات پہنچانے کا بہترین

ذریعہ ہے مگر اس میں بھی اچھی تقریریں کبھی کبھی ہو جاتی ہیں اور گانے ہر وقت ہوتے بجتے ہیں، افسوس کہ اس دور کے ذمہ دار انسان بھی اصلاحی پروگرام کو لے کر آگے نہیں بڑھتے اور مزید تعجب یہ ہے کہ (جو اسلامی اسٹیٹ) کہلاتی ہیں وہاں بھی گانے بجانے، لہو و لعب کے آلات تھیٹر سینما پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ کا مجمل ارشاد فرمایا ہوگا اس کا وہ تفصیلی نقشہ حضرات صحابہؓ کے سامنے نہ آیا ہوگا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ قربان جایئے اس ہادی و رہنما کے جس نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے انسانوں کی موجودہ خرابیوں سے باخبر فرمایا تھا۔ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ (اور شرابیں پی جانے لگیں گی) اس کی تشریح کی ضرورت نہیں، سب جانتے ہیں کہ عموماً شراب پی جاتی ہے حتیٰ کہ ممالک اسلامیہ میں بھی اس کا اسی طرح رواج ہے جس طرح غیر اسلامی ملکوں میں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا (اور بعد میں آنے والے لوگ اُمت کے پچھلے (نیک) لوگوں پر لعنت کرنے لگیں)۔

یہ پیشین گوئی ...... بھی اس وقت کے مسلمانوں پر صادق آ رہی ہے حتیٰ کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی دورِ حاضر کے مسلمان کہلانے والوں کے نشانوں سے محفوظ نہیں۔

نماز پڑھانے سے گریز کیا جائیگا

حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی

بھی ہے کہ مسجد والے (امامت کے لئے) ایک دوسرے کو دھکیلیں گے (اور) کوئی امام نہ پائیں گے جو انھیں نماز پڑھائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نمازی جمع ہوں گے اور امامت کے لئے حاضرین میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ جس سے بھی نماز پڑھانے کے لئے درخواست کی جائے وہ کہے گا کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں فلاں صاحب پڑھا دیں گے حتیٰ کہ کوئی بھی امام نہ بنے گا اور بے جماعت پڑھ کر چل دیں گے۔ علامہ طیبی اور صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ان میں کوئی بھی اس لائق نہ ہوگا۔ جو نماز کے صحیح اور فاسد ہونے کے مسائل سے واقف ہو، ان حضرات نے جو وجہ بتائی ہے بالکل درست ہے اور آج کل اکثر دیہات میں ایسا ہوتا ہے کہ صرف اس لئے بے جماعت نماز پڑھ لیتے ہیں کہ ان میں کوئی مسائل جاننے والا نہیں ہوتا۔ لیکن بندہ کے نزدیک آج کل نماز پڑھانے سے انکار کرنے کا ایک اور بھی سبب ہے اور وہ یہ کہ بعض جگہ پڑھے لکھے اور مسائل سے واقف بھی موجود ہوتے ہیں مگر انھیں تواضع کا جوش ہوتا ہے اور جس قدر ان سے نماز پڑھانے کے لئے اصرار کیا جاتا ہے اسی قدر جوش تواضع میں انکار کرتے جاتے ہیں اور بعض حضرات نماز پڑھانے کا عذر یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتدیوں کی ذمہ داری بہت ہے۔ ہم اسے برداشت نہیں کرتے۔ اگر شریعت کے نزدیک یہ کوئی عذر ہوتا تو ابتدائے اسلام سے آج تک حضرات سلف نماز پڑھانے سے بچتے رہتے اور سلسلہ جماعت ختم ہی ہو جاتا کیونکہ وہ حضرات اس زمانہ کے لوگوں سے بہت زیادہ

آخرت کے فکر مند اور خدا سے ڈرنے والے تھے۔ شریعت مطہرہ نے نماز کے صحیح اور فاسد ہونے کے جو احکام بتائے ہیں، ان کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز پڑھا دیتے تھے۔ آگے قبول اور عدمِ قبول اللہ رب العزت کے ہاتھ ہے۔ ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ ارکان و شروط کا پورا پورا دھیان کرلیں۔

ننگی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں۔ جنھیں میں نے نہیں دیکھا (کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو ایسا پیدا ہوگا جو بیلوں کی دُموں کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے لئے پھریں گے اور ان سے لوگوں کو مارا کریں گے صبح شام اللہ کے غصہ اور ناراضگی و لعنت میں پھرا کریں گے۔ دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہوگا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہوں گی (غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی (ان کی طرف مائل ہوں گی) ان کے سر اونٹوں کی جھکی ہوئی پشتوں کی طرح ہوں گے۔ نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی حالانکہ بلاشک وشبہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔

(مسلم) یعنی برسہا برس کی مسافت سے۔

اس حدیث میں دو پیشین گوئیاں مذکور ہیں ایک ظالم گروہ کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ کوڑے لئے پھریں گے اور لوگوں کو ان سے پیٹا کریں گے

یعنی اقتدار کے نشہ میں ضعیفوں اور بے کسوں پر ظلم کریں گے اور بلا وجہ خواہ مخواہ عام پبلک کو ستائیں گے۔

دوسری پیشین گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی۔ لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا مگر چُست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے کی وجہ سے اس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوگا۔ اور آج کل تو چست ہونے کے ساتھ بدن کا ہم رنگ ہونا بھی داخل فیشن ہو چکا ہے۔ چنانچہ گندمی رنگ کے ایسے موزے داخل لباس ہو چکے ہیں جن کا پیر سے اوپر کا حصّہ پنڈلی پر کھال کی طرح چپکا ہوا ہوتا ہے۔

بدن پر کپڑا ہونے اور اس کے باوجود بھی ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصّہ اور خصوصاً وہ اعضاء کھلے رہیں جن کو باحیا عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں جیسا کہ یورپ اور ایشیا کے بعض شہروں مثلاً (بمبئی، رنگون، سنگاپور وغیرہ) میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ صرف گھٹنوں تک قمیص ہوتی ہے۔ آستینیں مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود اُن کی طرف مائل ہوں گی۔ یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ ان کی نیت

مردوں کو بدن دکھانا اور ان کا دل لُبھانا مقصود ہوگا اور لُبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو (جو دوپٹوں سے خالی ہوں گے) ہٹکا کر چلیں گی جس طرح اونٹ کی پُشت کا بالائی حصّہ تیز رفتار کے وقت زمین کی جانب جُھکا کرتا ہے۔ اونٹ کی پشت سے تشبیہ دینے سے یہ بھی بتایا کہ بال پُھلا پُھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی پھر فرمایا کہ ایسی عورتیں جنّت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ سُونگھ سکیں گی۔

شریعت اسلامیہ نے زناکاری سے بھی روکا ہے اور ایسی چیزوں سے بھی روکا ہے جو زنا کی طرف بُلانے والی ہیں حتیٰ کہ اس کو بھی زنا فرمایا ہے کہ کوئی عورت تیز خوشبو لگا کر مردوں پر اس لئے گزرے کہ مرد اس کی خوشبو سونگھ لیں۔

(ترغیب)

مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سُننا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پیروں کا زنا چل کر جانا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپی ہوئی چیز ہے جب باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ جو نامحرم پر نظر ڈالے اور جو اپنے اُوپر نامحرم کی نظر پڑنے کی خواہش اور تمنا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خُدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان (بلا اختیار وارادے) ایک مرتبہ کسی عورت کا حُسن دیکھ لے (یعنی اچانک بغیر ارادہ کے اس کی نظر پڑ جائے) اور پھر اس نظر کو باقی نہ رکھے بلکہ اپنی آنکھ بند کرلے تو خداوند (اس کے بدلے) اسے ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی حلاوت (مٹھاس) محسوس کرے گا۔ (احمد)

بظاہر دوستی اور دل میں دُشمنی رکھنے والے پیدا ہونگے

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو ظاہر میں بھائی ہونگے اور باطن میں دُشمن ہونگے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایسا کیونکر ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ بعض کو بعض سے لالچ ہوگا اور بعض کو بعض سے خوف۔ اس لئے ظاہر دوست اور پوشیدہ دُشمن ہوں گے۔ (احمد)

آج کل یہ مرض بہت عام ہوگیا ہے کہ کسی سے سامنے تو دوستانہ تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے دُشمنوں کی طرح مذمت اور بُرائی کرتے ہیں اور اس کا سبب حسب ارشاد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اپنی کسی غرض اور ضرورت پوری ہونے کے لالچ میں دوستی اور تعلقات ظاہر کرتے ہیں اور زبانی تعریفوں کے پُل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ دل میں اسی شخص سے نفرت اور بغض ہی ہوتا ہے۔ اس مذموم حرکت کا دوسرا سبب یہ ارشاد فرمایا کہ دوسرے خوف یعنی اس کے اقتدار و جاہ وحشمت کے باعث خوب تعریف کریں گے حالانکہ دل اس کی بُرائیوں سے بُرہ ہوگا اور سینہ میں بغض کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔

ہمارے زمانہ میں مخالف پارٹیوں کے لیڈروں کے حق میں یہی طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے کہ دل میں تو ان کی جانب سے خوب کوٹ کوٹ کر بغض بھرا ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کی تعریف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ریاکار عابد اور کچے روزہ دار ہوں گے

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ رونے لگے۔ دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ارشاد یاد آ گیا جسے میں نے خود سنا ہے۔ اس نے مجھے رُلا دیا وہ ارشاد یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنی اُمت کے متعلق سب سے زیادہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے۔

میں نے (تعجب سے) عرض کیا۔ کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک کرنے لگے گی؟ ارشاد فرمایا خبردار! وہ (کسی) آفتاب و ماہتاب اور پتھر و بُت کو نہ پوجیں گے بلکہ (ان کا شرک یہ ہوگا کہ) اپنے اعمال کا دکھاوا کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہوگی کہ ان میں سے ایک شخص روزہ کی نیت کرے گا اور پھر خواہشاتِ نفس میں سے کسی خواہش کے پیش آجانے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے گا۔ (احمد و بیہقی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (کچھ صحابہؓ بیٹھے ہوئے) دجّال کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ تمھیں وہ چیز نہ بتادوں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں دجال سے بھی زیادہ خطرہ کی چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ارشاد فرمائیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شرک خفی ہے (جس کی مثال یہ ہے) کہ انسان نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور کسی آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کو بڑھا دیوے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر (چھوٹے شرک) کا خطرہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دکھاوا۔ (احمد)

ریاکار آج کل بکثرت موجود ہیں جو حسب ارشاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرک اصغر میں مبتلا ہیں اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡہُ اس موضوع پر احقر کا ایک رسالہ **اخلاص نیت** شائع ہو چکا ہے جس میں اخلاص، صدق اور ریا کی تفصیل درج ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ دور کے ریاکاروں کا حال۔ ریا کی مذمت، ریاکاروں کی سزا وغیرہ عنوانات پر مفصل بحث کی ہے۔

ظالم کو ظالم کہنا، نیکیوں کی راہ بتانا! اور برائیوں سے روکنا چھوٹ جائیگا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ جب تو میری امت کو اس حال میں دیکھے گا کہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگیں تو ان سے رخصت ہو جانا (یعنی ان کی مجلسوں

اور محفلوں میں شرکت نہ کرنا) رواہ الحاکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے پڑھنے والوں کو اس وقت تک نفع دیتا رہے گا اور ان سے عذاب وبلا کو دفع کرتا رہے گا جب تک اس کے حق سے لاپرواہی نہ کریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کے حق سے لاپرواہی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا اس کے حق کی لاپرواہی یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلے طور پر ہونے لگیں اور ان سے روکا نہ جائے اور انھیں بند نہ کیا جائے (ترغیب، تفسیر درمنثور) ہیں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جب میری امت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت اُن کے دل سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف (نیکیوں کی راہ بتانا) اور نہی عن المنکر (برائیوں سے روکنا) چھوڑ دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔"

یہ وہی وقت ہے جس کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی؛ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بہت سی تسبیحیں پڑھی جاتی ہیں مگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نفع نہیں دیتا کیونکہ خدا کی نافرمانیاں کھلم کھلا ہو رہی ہیں اور انھیں بند کرنا تو درکنار انھیں بُرا ہی نہیں سمجھا جاتا۔ فریضہ تبلیغ (امر بالمعروف نہی عن المنکر) چھوڑ دینے کی وجہ سے وحی کی برکت سے محروم ہیں۔ وحی یعنی خدا کا کلام قرآن حکیم سینوں میں موجود ہے

دوکانوں میں رکھا ہے الماریوں میں محفوظ ہے لیکن اس کی برکت (یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری) سے عام مسلمان اس لئے محروم ہیں کہ اس کے احکام کی تبلیغ کرنا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ گالیاں بکنے کی بہت کثرت ہوگئی ہے اور اللہ کی نظر سے گر کر ذلت و مصیبت کے گڑھے میں پہنچ چکے ہیں۔ دُعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں مصیبتوں سے چھٹکارا چاہتے ہیں مگر خلاصی نہیں پاتے اور اپنے مقصد میں بھلا کیونکر کامیاب ہوں جب کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ضروری ہے اور پھر ضروری ہے کہ نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ جلد ہی تم سب پر خدا عذاب بھیجے گا پھر اس وقت خُدا سے تم بیشک دُعا بھی کروگے لیکن وہ قبول نہ کرے گا (ترمذی شریف)

حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی قوم میں اگر ایک شخص (بھی) گناہ کرنے والا ہو اور وہ اسے روکنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہ روکیں تو خدا ان پر مرنے سے پہلے ضرور اپنا عذاب بھیجے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ان احادیثِ مُبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے اعمال راحت و چین، مصیبت اور عذاب کے تخم ہیں۔ اچھے اعمال سے نعمتوں اور عیش و آرام کے پودے نکلتے ہیں اور بُرے اعمال سے آفات و بلیات کے دروازے کھلتے ہیں۔ احادیث بالا سے صراحتہً معلوم ہو رہا ہے کہ فریضہ تبلیغ کے چھوڑنے سے عام عذاب آتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی سے دُعا رد کر دی جاتی ہے وہی

کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو گالی دینا اللہ جل شانہ کی نظر سے گرجانے کا سبب ہے۔ ان ارشادات کے علاوہ اور بھی بیشمار حدیثوں میں خاص خاص اعمال کے خاص نتیجوں کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا ذکر اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ زنا، فحش، اور بدکاری، قحط، ذلت اور تنگدستی کا سبب ہیں۔ زنا سے موت کی کثرت ہوتی ہے اور بے حیائی کے کاموں میں پڑنے سے طاعون اور ایسے ایسے مرض ظاہر ہوتے ہیں جو باپ دادوں میں کبھی نہ ہوئے تھے۔ (ترغیب)

۲۔ جس قوم میں رشوت کا لین دین ہو یا خیانت کرتی ہو، ان کے دلوں پر رعب چھا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں ان سے بارش روک لی جاتی ہے (ترغیب)

۴۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے رزق بند کر دیا جاتا ہے۔ قحط اور سخت محنت میں مبتلا ہوتے ہیں اور ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں اور فیصلوں میں ظلم کرنے کے سبب قتل کی کثرت ہوتی ہے۔ بدعہدی کرنے سے سر پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۵۔ قطع رحمی (رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے) کے سبب سے خدا کی رحمت سے محرومی ہوتی ہے اور والدین کے ستانے سے دنیا میں مرنے سے پہلے ہی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

۶۔ حرام کھانے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ ظلم اور جھوٹی قسم مال کو ضائع، عورتوں کو بانجھ اور آبادیوں کو خالی کر دیتی ہے۔
(ترغیب)

۸۔ نماز کی صفیں درست نہ کرنے سے دلوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

۹۔ ناشکری سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ (قرآن حکیم)

۱۰۔ جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ادا نہ کی گئی تو وہ زکوٰۃ کا حصہ اس مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس کے برعکس نیکیوں کے صلہ میں دُنیا میں راحت و چین کی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ ذلّت و مسکنت دور ہوتی ہے اور خاص خاص اعمال کے خاص خاص نتائج ظاہر ہوتے ہیں مثلاً۔

۱۔ صبح کو سورۂ یٰسین پڑھنے سے دن بھر کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ صبر اور نماز کے ذریعہ خدا کی مدد ملتی ہے۔ (قرآن حکیم)

۳۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے (ایضاً) اور ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز بھی اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ اوّل و آخر میں درود شریف پڑھنے سے دُعا قبول ہوتی ہے (ایضاً)

۵۔ سخاوت سے مال بڑھتا ہے۔ صدقہ سے خُدا کا غصّہ بجھ جاتا ہے اور مرتے وقت گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ)

۶۔ تقویٰ اور استغفار سے ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہاں سے خیال بھی نہ ہو۔ (قرآن حکیم و مشکوٰۃ شریف)

۷۔ شکر کرنے سے نعمتیں بڑھتی ہیں۔ (قرآن حکیم)

۸۔ جو مسلمانوں کی حاجت پوری کرے خدا اس کی مدد کرتا ہے (مشکوٰۃ)

۹۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ننانوے مرضوں کی دوا ہے جس میں سب سے کم درجہ غم کا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۱۰۔ دعا آئی ہوئی مصیبت کے لئے نفع دیتی ہے اور جو مصیبت ابھی آئی ہو اس کے لئے بھی۔ (مشکوٰۃ)

ان چند مثالوں سے معلوم ہوا کہ مصائب و تکالیف کو دور کرنے کے لئے صفاتِ ایمانیہ (یعنی ذکر، نماز، تقویٰ، شکر، تلاوت قرآن پاک وغیرہ) کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ خدا سے دور رہ کر خدا کی نعمتیں نہیں مل سکتیں۔ تجربہ اس کا گواہ ہے کہ اپنی سمجھ سے جو تدابیر اختیار کی جاتی ہیں ان سے موجودہ مصائب حل نہیں ہوتیں بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔

اس اُمّت کے آخری دور میں صحابہؓ جیسا اجر لینے والے مبلغ اور مجاہد پیدا ہونگے

حضرت عبد الرحمٰن بن علا الحضرمی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایک ایسی جماعت ہوگی جنہیں اُمت کے پہلے مسلمانوں جیسا اجر ملے گا۔ وہ بھلائیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور فتنے فساد والوں سے جنگ

کریں گے۔ (بیہقی)

انھیں اس قدر عظیم الشان اجر اس وجہ سے ملے گا کہ وہ اس کفر و الحاد کے دور میں جبکہ حق بات کہنا بیحد مشکل ہو گا حق بات کہیں گے اور برائیوں کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے انتہا محبت کرنے والے پیدا ہوں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھنے والے وہ بھی ہوں گے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم اپنا مال اور کُنبہ قُربان کر کے اپنے رسول کو دیکھ لیتے۔ (مشکوٰۃ)

یعنی میں تو موجود نہ ہوں گا مگر انھیں مجھ سے اس قدر محبت ہوگی کہ صرف میرے دیکھنے کے لئے اپنا سارا مال اور گھر بار کنبہ قبیلہ قُربان کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

درندے وغیرہ انسانوں سے بات کریں گے

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے نہ بولیں گے اور جب تک انسان کے کوڑے کا اگلا

حصّہ اور جوتی کا تسمہ اس سے ہم کلام نہ ہوں گے اور جب تک اس کی ران اُسے یہ نہ بتادے گی کہ تیرے پیچھے تیرے گھر والوں نے یہ کام کیا ہے۔ (ترمذی شریف)

یعنی قیامت سے پہلے ایسا ضرور ہوجاتا ہے۔

صرف مال ہی کام دے گا

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف دینار و درہم ہی نفع دیں گے۔ (احمد)

صاحب لمعات اس ارشاد کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اَیْ لَایَنْفَعُ النَّاسُ اِلَّا الْکَسْبُ یَسْتَحْفِظُهُمْ عَنِ الْوُقُوْعِ فِی الْحَرَامِ

یعنی اس زمانہ میں حلال کما کر ہی دین محفوظ رکھ سکیں گے اور کسب حلال ہی انھیں حرام سے بچائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ دین میں اتنے کمزور ہوں گے کہ اگر حلال نہ ملے تو تکلیف اور بھوک برداشت کرکے حرام سے نہ بچیں گے بلکہ حرام میں مبتلا ہوجائیں گے۔ اگر کسی کے پاس حلال مال ہوگا تو اسے حرام سے بچاوے گا۔

راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر معاملہ میں مال ہی سے کام چلے گا۔ دین بھی مال ہی کے ذریعہ محفوظ رکھ سکیں گے اور دُنیا کے معاملات میں بھی مال ہی کو دیکھا جائے گا۔ کسی پارٹی کے صدر اور سکریٹری کے انتخاب میں بھی سرمایہ دار ہی کی پوچھ ہوگی۔ قوم و خاندان کے چودھری بھی صاحب ثروت ہی ہوں گے۔ نکاح کے لئے مالدار مرد کی تلاش ہوگی۔ غرض

کہ ہر معاملہ میں مال دیکھا جائے گا اور مالدار ہی کو آگے رکھیں گے۔ جیسا کہ ہمارے موجودہ زمانے میں ہو رہا ہے کہ مالدار ہونا شرافت اور بڑائی کی دلیل بن گیا ہے اور فقر و تنگدستی اگرچہ اختیاری نہیں لیکن پھر بھی عیب سمجھی جانے لگی ہے روپیہ پیسہ کی ایسی عظمت دلوں میں بیٹھ چکی ہے کہ مالدار ہی کو بڑا اور عزت آبرو والا سمجھا جاتا ہے اور اسی حقیقت کے پیش نظر تنگدست اور مفلس بھی تنگدستی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں افسوس کہ جو فقر مومن کی امتیازی شان تھی وہ عیب بن کر رہ گئی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فقر کی وجہ سے بہت سے لوگ ایمان سے پھر رہے ہیں اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد :-

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا — فقر کفر بن جانے کے قریب ہے۔

کا مفہوم خوب سمجھ میں آ رہا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ پہلے زمانے میں نیک لوگوں کے ماحول میں مال کو ناپسند کیا جاتا تھا لیکن آج مال مومن کی ڈھال ہے۔ اگر مال نہ ہو تو یہ مالدار ہمارا (یعنی عالموں کا) رومال بنالیں یعنی جس طرح رومال کو میل صاف کر کے ڈال دیتے ہیں اسی طرح تنگدست عالم کو مالدار ذلیل سمجھنے لگیں۔ پھر فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ مناسب طریقہ پر خرچ کرے (اور بے فکری سے نہ اڑائے) کیونکہ یہ وہ دور ہے کہ اگر حاجت پیش آئے گی تو سب سے پہلے دین کو برباد کریگا۔

(مشکوٰۃ)

چاندی سونے کے ستون ظاہر ہونگے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ زمین اپنے اندر سے ستونوں کی طرح سونے چاندی کے لمبے لمبے ٹکڑے اُگل دیگی۔ جس کی وجہ سے مال بے قیمت ہو جائے گا اور قاتل آکر کہے گا کہ (افسوس!) اس (بے حقیقت اور بے قیمت چیز) کی وجہ سے میں نے کسی کی جان لی۔ اور (مال کی وجہ سے) قطع رحمی کرنے والا کہے گا کہ (افسوس!) اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی اور چور آکر کہے گا کہ (افسوس!) اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا یہ کہہ کر اُسے چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے

دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت سے پہلے وہ وقت آئے گا کہ نہر فرات کے اندر سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس کو قبضانے کے لئے لوگ جنگ کرینگے جس کے نتیجے میں ۹۹ فیصدی انسان مرجائیں گے جن میں سے ہر ایک کا یہ گمان ہوگا کہ شاید میں ہی بچ جاؤں۔ (مُسلم)

بخاری اور مُسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہٗ سے مروی ہے کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا جو شخص وہاں موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔ (مشکوٰۃ شریف)

موت کی تمنّا کی جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ دُنیا کے ختم ہونے سے پہلے ایسا ضرور گذرے گا کہ قبر پر انسان کا گذر ہوگا اور وہ قبر پہ لوٹ کر کہے گا کہ کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور دین کی وجہ سے یہ تمنّا نہ ہوگی کہ (بد دینی کی فضا سے گھبرا کر ایسا کرے گا) بلکہ (دُنیاوی) مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ (مُسلم)

ف :- یعنی اس زمانہ میں بددینی اور فسق و فجور سے گھبرانے والے تو کہاں ہوں گے البتہ دُنیاوی پریشانیوں اور بلاؤں میں پھنس کر مرنے کو زندگی پر ترجیح دیں گے۔ ایسے حالات ہمارے اس زمانے میں موجود ہونے جارہے ہیں اور پریشانی کی وجہ سے یوں کہنے والے اب بھی موجود ہیں کہ "اس زندگی سے موت ہی بھلی ہے۔"

مال کی کثرت ہوگی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا مسلمان بادشاہ ہوگا جو لپ بھر بھر کے مال تقسیم کرے گا اور مال کو شمار نہ کرے گا۔ (مسلم)

یعنی اس وقت مال اس قدر کثیر ہوگا کہ تقسیم کرتے وقت بانٹنے والا کم اور زیادہ کا خیال نہ کرے گا اور مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کا شمار کرنا دُشوار ہوگا بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارے اندر مال کی اس قدر کثرت نہ ہو جائے کہ مالدار کو اس کا رنج ہوگا کہ کاش کوئی میرا صدقہ قبول کر لیتا حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کی چھ نشانیاں ذکر فرمائی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ انسان کو سَو دینار (سونے کی اشرفیاں) دیئے جائیں گے تو (انھیں کم سمجھ کر) ناراض ہو جائے گا۔ (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا صدقہ کرو کیوں کہ تم پر ایسا زمانہ

آئے گا کہ انسان صدقہ لے کر چلے گا کہ (کسی کو دیدوں) اور کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا جسے دینا چاہے گا وہ کہے گا کہ تو کل لے آتا تو میں ضرور قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں (مشکوٰۃ)

جھوٹے نبی ہوں گے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری اُمت میں تلوار رکھدی جائے گی (یعنی اُمت آپس میں خانہ جنگی کرنے لگے گی) تو قیامت تک تلوار چلتی رہے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکین میں داخل نہ ہو جائیں اور جب تک میری اُمت کے بہت سے قبیلے بتوں کو نہ پوجیں ... (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے کو نبی بتلائے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(مشکوٰۃ)

زلزلے بہت آئیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں زبردست جنگ نہ کرلیں جن دونوں کا دعویٰ ایک[1] ہی ہوگا اور جب تک تیس کے قریب ایسے دجال وکذاب پیدا نہ ہو جائیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتائے گا اور فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئیگی۔

---

[1] حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس سے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ مراد ہے۔ ۱۲

جب تک دُنیا سے علم نہ اُٹھ جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے۔ (بخاری مسلم)

صُورتیں مسخ ہوں گی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمّت میں یقیناً زمین میں دھنس جانے اور آسمان سے پتھر برسنے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا عذاب آئے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب (لوگ کثرت سے) شراب پئیں گے اور گانے والی عورتیں رکھیں گے اور گانے بجانے کا سامان استعمال کریں گے۔ (ابن ابی الدنیا)

اُمّتِ محمدیہؐ یہود و نصاریٰ اور فارس و روم کا اتباع کرے گی

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تم یقیناً اپنے سے پہلوں کا بالشت بہ بالشت اور ذراع بذراع اتباع کرو گے (جس چیز کی طرف وہ جس قدر بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے۔ جس چیز کی طرف وہ ایک بالشت بڑھے تم بھی ایک بالشت بڑھو گے اور جس چیز کی طرف وہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ بڑھتے تھے تم بھی اسی قدر بڑھو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی داخل ہو گے سوال کیا گیا یا رسولؐ اللہ کیا پہلوں سے آپؐ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ ارشاد فرمایا تو اور کون ہیں۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میری امت پر وہ زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر گذرا تھا جس طرح (ایک پیر کا) جوتا دوسرے (پاؤں کے) جوتے کے برابر ہوتا ہے اسی طرح ہو بہو حتیٰ کہ اگر ان بنی اسرائیل میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری اُمت میں بھی ایسا کرنے والے ہوں گے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ بنی اسرائیل کے بہتر۷۲ مذہبی فرقے ہو گئے تھے اور میری اُمت کے تہتر۷۳ مذہبی فرقے ہونگے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ (جنتی) کونسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا (جو اس طریقہ پر ہوگا) جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں (مشکوٰۃ)

ان حدیثوں میں آپؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ سب کچھ آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ بنی اسرائیل کے عوام اور علماء نے جو حرکتیں کی تھیں وہ سب ہمارے زمانے میں موجود ہیں۔ دین میں بدعتیں نکالنا، کتاب خداوندی کی تحریف کرنا، کسی صاحبِ دولت کے دباؤ سے مسئلہ شرعیہ بدل دینا۔ دین بیچ کر دنیا حاصل کرنا، مساجد کو سجانا، حیلوں بہانوں سے حرام چیزوں کو حلال کرنا وغیرہ وغیرہ سب کچھ اس دور میں موجود ہے۔

جن تہتر۷۳ فرقوں کی خبر سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دی ہے وہ بھی پورے ہو چکے ہیں جن کی تفصیل بعض شروح حدیث میں مذکور بھی ہے۔ یہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس سے صرف وہ فرقے مُراد ہیں جو شریعتِ اسلامیہ کے عقیدوں سے متفق نہیں ہیں۔ جیسے معتزلہ، خوارج، روافض، قادیانی، اہلِ قرآن وغیرہ ہیں اور جو لوگ عقائد اسلامیہ کو بلاچون وچرا مانتے ہیں اور صرف نماز روزہ کے مسائل میں مختلف ہیں (جیسے چاروں اماموں کے مقلدین اور فرقہ اہلِ حدیث ہے) وہ سب

اسی ایک فرقہ میں داخل ہیں جسے جنتی فرمایا ہے کیونکہ جن مسائل میں ان کا اختلاف ہے ان میں حضرات صحابہؓ کا بھی اختلاف تھا اور صحابہؓ کے طریقہ پر چلنے والے کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنتی فرمایا ہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک میری اُمت اپنے سے پہلے لوگوں کا طریقہ بالشت بہ بالشت اور ذراع بذراع اختیار نہ کرے گی۔ اس پر سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ مثلاً فارس اور روم (کا اتباع کریں گے) ارشاد فرمایا کہ اور ان کے سوا پہلے لوگ کون ہیں۔ (بخاری)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں فارس اور روم کے اتباع کی خبر دی ہے۔ اور پہلی حدیث میں یہود و نصاریٰ کے اتباع کی خبر دی ہے۔ لہٰذا دونوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلا کہ دین کے بگاڑنے کے بارے میں تو یہ اُمت یہود و نصاریٰ کے پیچھے چلے گی اور سیاست و حکومت کے معاملات میں فارس اور روم کا اتباع کرے گی۔ (ولقد جاد فی التطبیق)

ہر شخص اپنی رائے کو ترجیح دے گا اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کرے گا

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب لوگوں کی یہ حالت ہو جائے کہ تم یہ دیکھو کہ بخل (کنجوسی) کی

اطاعت کی جاتی ہو (یعنی جب لوگوں میں کنجوسی عام ہو جائے) اور نفسانی خواہش کا اتباع کیا جائے اور دُنیا کو (دین پر) ترجیح دی جائے اور ہر شخص اپنی رائے پر اتراتا ہو اور تم اپنے (متعلق) یہ بات ضروری دیکھو کہ لوگوں میں رہ کر میں بھی ان بُرائیوں میں پڑ جاؤں گا تو اُس وقت صرف اپنے نفس کو سنبھال لینا اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ دینا (الحدیث مشکوٰۃ)

دو خاص بادشاہوں کے بارے میں پیشین گوئی

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک قبیلۂ قحطان سے (جو یمن میں بستے ہیں) ایک ایسا شخص نظاہر ہو (جو اپنے اقتدار کے سبب) لوگوں کو اپنی لکڑی سے ہانکے گا۔ (بخاری و مسلم، یعنی سب لوگ اس کی بات کو مانیں گے اور متفق ہو کر اس کی حکومت تسلیم کریں گے (مرقات) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحوالہ قرطبی بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سخت طبیعت اور ظالم ہونے کی وجہ سے وہ شخص لوگوں کو حقیقۃً اونٹوں اور بکریوں کی طرح ہانکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک رات اور دن ختم نہ ہونگے جب تک جہجاہ نامی ایک شخص بادشاہ نہ بن جائے جو غلاموں کی نسل سے ہوگا۔ (مسلم)

حضرت شاہ صاحب نے قیامت نامہ میں قحطان بادشاہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین بتایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ایک حبشی خانہ کعبہ کو برباد کریگا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک حبش والے تم سے نہ لڑیں تم ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی نکالے گا۔ (مشکوٰۃ)

دوسری روایت میں ہے کہ کعبہ کو دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ویران کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا اس لئے فرمایا کہ اہل حبشہ کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب جہان سے سارے ایماندار اٹھ جائیں گے تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت تمام روئے زمین پر پھیل جائیگی کعبہ کو ڈھائیں گے اور حج موقوف ہوجائے گا۔ خانہ کعبہ کے خزانہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک قول نقل کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے اسے حبشی نکالیں گے۔

پھلوں میں کمی ہوجائیگی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ قریب ہوجائے گا (یعنی جلدی جلدی گزرنے لگے گا) سال کم ہوجائیں گے (یعنی جلدی ختم ہوں گے۔) پھل کم ہوجائینگے

(طبرانی)

پھل کم ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ کم پیدا ہوں، دوسرے یہ کہ چھوٹے چھوٹے پیدا ہوں۔ دونوں صورتیں مُراد ہو سکتی ہیں پچھلی صدیوں میں پھل کتنے بڑے ہوتے تھے اس کی کچھ تفصیل کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ البتہ حضرت امام داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک ککڑی ۱۳ بالشت کی ناپی ہے۔

سب سے پہلے ٹڈی ہلاک ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے زمانۂ خلافت میں جس سال ان کی وفات ہوئی تھی ٹڈی گم ہوگئی جس کی وجہ سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بہت ہی فکر مند ہوئے اور اس کی تلاش میں ایک سوار یمن کی طرف بھیجا اور ایک عراق کی طرف اور ایک شام کی طرف تاکہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس سال ٹڈی دیکھی گئی ہے یا نہیں۔ جو صاحب یمن گئے تھے وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لائے اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سامنے ڈال دیں۔ جب آپ نے وہ دیکھیں تو (خوشی میں) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ بیشک اللہ جل شانہٗ نے (حیوانات کی) ایک ہزار قسمیں پیدا فرمائی ہیں جن میں سے ۶۰۰ دریائی اور ۴۰۰ خشکی کی ہیں اور ان میں سب سے پہلے (قیامت کے قریب) ٹڈی ہی ہلاک ہوگی اور اس کے بعد دوسری (حیوانات) کی قسمیں یکے بعد دیگرے ہلاک ہوں گی جیسے کسی لڑی کا تاگہ ٹوٹ کر دانے ہی دانے گرنے لگتے ہیں۔

اس حدیث سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی فکر کا حال معلوم ہوا کہ

قربِ قیامت کی ایک نشانی دیکھ کر (جو حقیقت میں موجود بھی نہ تھی صرف ان کے علم کے اعتبار سے ظاہر ہوگئی تھی) کس قدر گھبرائے اور سواروں کو بھیج کر بڑے اہتمام سے اس کا پتہ لگایا کہ کیا واقعی ٹڈی کی جنس ہلاک ہوچکی ہے یا مدینے ہی میں نظر نہیں آئی؟ اب یہ اندازہ کیجئے کہ اگر ٹڈی نہ ملتی تو حضرت عمرؓ کس قدر پریشان ہوتے اور ایک ہم ہیں کہ قیامت کی سینکڑوں نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔

قُربِ قیامت کے تفصیلی حالات

اب تک جتنی پیشین گوئیاں کی جاچکی ہیں وہ سب قیامت ہی کی نشانیاں تھیں جن میں سے بعض پُوری ہوچکی ہیں اور بعض پُوری ہورہی ہیں اور بعض آئندہ پُوری ہونگی۔ کسی حادثہ اور واقعہ کا قیامت کی علامتوں میں سے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت کے بالکل ہی قریب ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے اس کا وجود میں آجانا ضروری ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے حوادث و واقعات کے بارے میں یہ فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو جائے۔ خود سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا بھی علاماتِ قیامت سے شمار کیا جاتا ہے حالانکہ آپؐ کی بعثت کو چودہ سو سال کے قریب ہوچکے ہیں اور خدا ہی جانے کہ ابھی کتنے برسوں کے بعد قیامت قائم ہوگی۔

بخاری شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ آپؐ نے اپنی وفات کو علاماتِ قیامت سے شمار فرمایا۔ ذیل میں وہ حوادث وواقعات درج کرتا ہوں جو عموماً قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گے عموماً ان واقعات کا تسلسل حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہٗ کے "قیامت نامہ"[1] کے مطابق ہے اور تفصیلات راقم الحروف نے خود احادیث میں دیکھ کر قلم بند کی ہیں بعض جگہ مجھے حضرت شاہ صاحب کی ترتیب سے اختلاف ہے لہٰذا ایسے مواقع میں شاہ صاحب کا اتباع کرنے میں معذور تھا۔

عیسائیوں سے صُلح اور جنگ

حضرت ذی مخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسائیوں سے صُلح کروگے جو امن والی صُلح ہوگی تم اور عیسائی آپس میں مل کر ایک دوسری عیسائی جماعت سے جنگ کروگے۔ اس جنگ میں تمھاری فتح ہوگی غنیمت کا مال ہاتھ لگے گا اور صحیح سالم واپس آکر بڑے بڑے ٹیلوں والے میدان میں ٹھہروگے جہاں درخت بہت ہوں گے بیٹھے بٹھائے ایک عیسائی صلیب[2] کو ہاتھ میں اٹھائے گا اور کہے گا کہ صلیب کی برکت سے فتح ہوئی یہ سُن کر ایک مُسلمان کو غصہ آجائے گا اور وہ اس سے صلیب چھین کر توڑ

لے احادیث شریفہ میں علامات قیامت بالترتیب مذکور نہیں ہیں بلکہ متفرق احادیث میں متفرق واقعات بیان فرما دیئے ہیں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے ان واقعات کو ترتیب دے کر قیامت نامہ میں درج کیا ہے۔

لے صلیب سولی کو کہتے ہیں کیونکہ عیسائی سولی کو پوجتے ہیں اور اسے متبرک سمجھتے ہیں اس لئے وہ عیسائی شخص فتح کا سبب صلیب کی برکت کو بتائے گا۔ ۱۲

ڈالے گا۔ یہ حال دیکھ کر عیسائی صلح کو توڑ دیں گے اور (مسلمانوں سے) جنگ کرنے کے لئے جمع ہو جائیں گے مسلمان بھی اپنے ہتھیار لے دوڑیں گے اور عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور خدا اس (لڑنے والی) جماعت کو شہادت کی عزت سے نوازے گا۔ [1]

حدیث شریف میں اسی قدر ذکر ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا بادشاہ شہید ہو جائے گا اور دوسرے ملکوں کی طرح ملک شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت ہو جائے گی اور جس عیسائی جماعت سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر پہلے جنگ کی تھی اس سے اب یہ عیسائی صلح کر لیں گے اس جنگ سے جو مسلمان بچیں گے وہ مدینے میں چلے جائیں گے اور خیبر کے قریب تک عیسائیوں کی حکومت ہو جائیگی [2]

بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو غزوہ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ نشانیاں بتائیں جن میں بنی الاصفر یعنی (عیسائیوں) اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جانا بھی ذکر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عیسائی بدعہدی کریں گے اور (صلح توڑ کر جنگ کرنے کے لئے) تمھارے مقابلہ میں آئیں گے جن کے اسّی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے (جن کی مجموعی تعداد ۱۲ ہزار کو اسّی میں ضرب دینے سے ۹ لاکھ ۶۰ ہزار

---

[1] ابوداؤد۔

[2] حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت میں مسلمانوں کے مدینے میں محصور ہو جانے اور خیبر کے قریب تک غیروں کے تسلط کی تصریح موجود ہے۔ ابوداؤد ۱۲

ہوتی ہے۔)

بعض احادیث میں ایک بڑی جنگ کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً ترمذی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ:

الملحمة العظمى وفتح القسطنطنية وخروج الدجال فى سبعة اشهر	جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور دجال کا نکلنا سات مہینے کے اندر اندر ہو جائے گا یعنی یہ تینوں چیزیں قریب قریب ہوں گی اور سات ماہ میں ہو جائیں گی۔

یہ جنگ عظیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ہوگی یا سارے عالم کے انسان مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ نظریات کی وجہ سے لڑ پڑیں گے اس کے بارے میں احادیث سے کوئی تصریح راقم الحروف کو معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ روایات میں جن بڑی بڑی جنگوں کا ذکر آیا ہے ان میں مسلمانوں سے مقابلہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

حضرت مہدیؑ کا ظہور

جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں لگ جائیں گے حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ میں ہوں گے اور امامت کا بار اٹھانے سے بچنے کے لئے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے بعض باشندے (انھیں پہچان لیں گے اور) ان کے پاس آکر (مکان سے) انھیں باہر لائیں گے اور ان سے زبردستی بیعت (خلافت) کرلیں گے حالانکہ وہ دل سے نہ چاہتے ہونگے یہ بیعت مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ہوگی۔ (غالباً حضرت امام کو طواف کرتے

ہوئے بیعت پر مجبور کیا جائے گا) جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کی خبر مشہور ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کے لئے چلے گا اور آپ کے لشکر تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیدا میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی خبر سن کر شام کے ابدال[۱] اور عراق کے پرہیزگار لوگ آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ آپ کے مقابلہ کے لئے ایک قریشی النسل شخص قبیلہ بنی کلب کے مردوں کا ایک لشکر بھیجے گا۔ قبیلہ بنی کلب میں اس شخص کی ننھیال ہوگی اس قبیلہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کا لشکر جنگ کرے گا اور غالب رہے گا۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں ابوداؤد کے حوالہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس کے شروع میں یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف ہوگا کہ اب کس کو خلیفہ بنایا جائے اور ایک صاحب (یعنی حضرت مہدی) یہ سمجھ کر مدینہ سے مکہ کو چل دیں گے کہ کہیں مجھے نہ بنالیں۔

امام مہدیؑ کا حلیہ نسب اور نام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدیؑ میری نسل سے اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی اولاد سے ہوں گے[۲]۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام سید رکھا ہے۔ اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے

---

[۱] ابدال بدل کی جمع ہے۔ ابدال ان اولیاء اللہ کو کہتے ہیں جن کا بدل دنیا میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ابتدائے اسلام سے آج تک ان کے وجود سے دنیا خالی نہیں ہوئی جب بھی ان میں سے کوئی گیا اس دنیا سے گیا دوسرا اس کی جگہ ضرور قائم ہوا ہے۔ اسی تبادل کی وجہ سے انھیں ابدال کہتے ہیں۔ ۱۲۔ • [۲] ابوداؤد

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے۔ یعنی اس کا نام محمد ہوگا پھر فرمایا کہ وہ اخلاق میں میرے بیٹے حسنؓ کے مشابہ ہوگا اور صورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا۔ یعنی اس کا حُلیہ حسنؓ کے حُلیہ سے ملتا جلتا نہ ہوگا۔ (ایضاً)

بعض روایات میں ہے کہ امام مہدی کے والد کا نام وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد کا نام تھا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مہدی مجھ سے ہوگا اس کا چہرہ خوب روشن (نورانی) ہوگا۔ ناک بلند ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

امام مہدیؑ کے زمانہ میں دُنیا کی حالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت پر ایک زبردست مُصیبت آئے گی اور انسان ظُلم سے بچنے کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا اس وقت خُدا میری نسل اور میرے خاندان میں سے ایک شخص پیدا فرمائے گا اور اس کے ذریعہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جس طرح کہ وہ اس سے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ (یعنی ان سے پہلے لوگوں میں عدل و انصاف نام کو نہ ہوگا۔ ہر جگہ ظُلم ہی ظُلم چھایا ہوا ہوگا اور ان کے آنے پر ساری دُنیا انصاف سے بھر جائیگی) پھر فرمایا کہ ان کے عدل سے آسمان والے اور زمین والے سب راضی ہوں گے (اور اس زمانہ کی نیکیوں اور عدل و انصاف کا یہ نتیجہ ہوگا کہ) آسمان ذرا سا پانی بھی برسائے بغیر نہ چھوڑے گا اور خوب موسلا دھار بارشیں ہوں گی۔ زمین بھی اپنے اندر سے تمام پھل پھول، غلّے اور

ترکاریاں اُگادے گی حتیٰ کہ (اس قدر ارزانی اور غذاؤں کی بہتات ہوگی کہ) زندہ لوگ مُردوں کی تمنا کرنے لگیں گے (کہ کاش ہمارے دوست احباب عزیز اور اقربا بھی زندہ ہوجاتے تو اس عیش وخوشی کے زمانے کو دیکھ لیتے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت مہدی کے زمانے میں مال اس قدر کثیر ہوگا کہ ان سے اگر کوئی مال طلب کرے گا تو لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے جتنا وہ اٹھا کر لے جاسکے گا۔ (ترمذی شریف)

ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے کہ مہدیؑ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ زندگی پر چلیں گے اور ان کے زمانے میں ساری زمین پر اسلام ہی اسلام ہوگا۔ حضرت مہدیؑ سات برس حکومت کریں گے پھر وفات پاجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت مہدیؑ کا کفّار سے جنگ کرنا دجّال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا

حضرت مہدی علیہ السلام کو کفّار سے کئی جنگیں کرنی پڑیں گی جن میں سے بعض کا ذکر ابوداؤد کی روایت میں گزر چکا ہے اس روایت میں یہ بھی تصریح تھی کہ حضرت مہدیؑ سے جنگ کرنے کو قبیلہ بنی کلب کے آدمی آئیں گے اور مغلوب ہوں گے اور ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کے لئے چلے گا اور مکہ مدینہ کے درمیان زمین میں دھنس جائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر روایات میں بھی مسلمانوں کے جنگ کرنے کا ذکر ہے۔ مگر ان میں حضرت

امام مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے البتہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے انھیں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ ہی کی جنگیں بتلایا ہے۔ ذیل میں انھیں بھی لکھتا ہوں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی مکّہ سے چل کر مدینہ تشریف لے جائیں گے اور سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ چلتے چلتے شہر دمشق تک ہی پہنچیں گے کہ دوسری طرف سے عیسائیوں کی فوج مقابلہ میں آجائے گی اس فوج سے جنگ کرنے کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کو تیار کریں گے اور تین دن جنگ کے بعد چوتھے روز مسلمانوں کو فتح ہوگی اس لشکر کشی کا ذکر حدیث میں یوں آیا ہے۔

"قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا ضرور ہوگا کہ نہ میراث (یعنی میت کا ترکہ) کی تقسیم ہوگی اور نہ مالِ غنیمت پر خوشی ہوگی پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے) فرمایا کہ شام کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک زبردست دشمن جمع ہو کر آئے گا اور دشمن سے جنگ کرنے کے لئے مسلمان بھی جمع ہو جائیں گے اور اپنی فوج سے انتخاب کر کے ایک ایسی جماعت دشمن کے مقابلہ میں بھیجیں گے جس سے یہ طے کرالیں گے یا مر جائیں یا فتحیاب ہوں گے چنانچہ دن بھر جنگ ہوگی حتیٰ کہ جب رات ہو جائے گی تو لڑائی بند ہوگی اور ہر فریق میدانِ جنگ سے واپس ہو جائے گا نہ اسے غلبہ ہوگا نہ وہ غالب ہوں گے اور دونوں فریقوں کی فوج (جو آج لڑی تھی لڑتے لڑتے) ختم ہو جائے گی۔ دوسرے دن پھر مسلمان ایک ایسی جماعت کا انتخاب کر کے بھیجیں گے جس سے یہ طے کرالیں گے کہ مر جائیں گے یا

فتحیاب ہوئے بغیر نہ ہٹیں گے۔ اس روز بھی دن بھر جنگ ہوگی حتیٰ کہ رات
دونوں فریق کے درمیان حائل ہوجائے گی اور کسی کو بھی فتح نہ ہوگی یہ بھی
بغیر غلبہ کے واپس ہوجائیں گے اور وہ بھی۔ اور اس روز کی لڑنے والی بھی
دونوں فریقوں کی فوج ختم ہوجائے گی۔ تیسرے دن بھر مسلمان ایک جماعت
کا انتخاب کرکے میدانِ جنگ میں بھیجیں گے اور ان سے بھی یہی شرط
لگائیں گے کہ مر جائیں گے یا غالب ہوکر ہٹیں گے۔ چنانچہ شام تک جنگ
ہوگی اور ہر دو فریق اس روز بھی برابر سرابر لوٹ آئیں گے نہ یہ غالب ہوں گے
نہ وہ اور اس روز بھی جنگ کرنے والی جماعتیں ہر دو طرف کی ختم ہوجائیں
گی چوتھے روز بچے کھچے مسلمان جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور
خدا کافروں کو شکست دے گا اور اس روز ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ
اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ اس جنگ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ
میدانِ جنگ میں مرنے والوں کی نعشوں کے قریب ہوکر پرندہ گذرنا چاہے
گا مگر (بدبو کی وجہ سے یا نعشوں کے پڑاؤ کی لمبی مسافت کی وجہ سے اُڑتے
اُڑتے) مر کر گر پڑے گا (اور نعشوں کے اول سے آخر تک نہ جاسکے گا) اور
اس جنگ میں شریک ہونے والے لوگ اپنے اپنے کنبہ کے آدمیوں کو
شمار کریں گے۔ تو فیصدی ایک شخص میدانِ جنگ سے بچا ہوا ہوگا۔"

اس کے بعد فرمایا کہ:

"بتاؤ اس حال میں ہوتے ہوئے کیا مالِ غنیمت لے کر دل خوش ہوگا
اور کیا ترکہ بانٹنے کو دل چاہے گا۔"

پھر فرمایا کہ:

"جنگ سے فارغ ہو کر آدمیوں کے شمار کرنے میں لگے ہونگے کہ اچانک ایک ایسی جنگ کی خبر سُنیں گے جو اس پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت ہوگی (اور ابھی اس دوسری جنگ کی طرف توجہ بھی نہ کرنے پائیں گے کہ) دوسری خبر یہ معلوم ہوگی کہ دجّال نکل آیا جو ہمارے بال بچّوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ یہ سُن کر اپنے ہاتھوں سے وہ مال و دولت پھینک دیں گے جو ان کے پاس ہوگا اور اپنے گھروں کی طرف چل دیں گے۔ خبر گیری کے لئے اپنے آگے دس سوار بھیج دیں گے تاکہ دجّال کی صحیح خبر لائیں۔ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان سواروں کے بارے میں فرمایا کہ میں ان کے اور اُن کے والدوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ یہ سوار اس روز زمین پر بسنے والوں میں فضیلت والے سوار ہوں گے۔" (مُسلم شریف)

"اس جنگ میں اس قدر عیسائی قتل ہوں گے کہ جو باقی رہ جائیں گے ان کے دماغ میں حکومت کی بو نہ رہے گی گرتے پڑتے بھاگیں گے اور تتر بتر ہو جائیں گے بھاگتے ہوؤں کا بھی مُسلمان پیچھا کریں گے اور ہزاروں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں گے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ:

"اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اسلامی شہروں کے بند و بست میں لگ جائیں گے اور ہر جگہ سینکڑوں فوجیں اور بے شمار

لشکر روانہ فرمائیں گے ان کاموں سے فرصت پاکر شہر قسطنطنیہ فتح کرنے
کے لئے روانہ ہوں گے (جس کا فتح ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے) جب
آپ دریائے روم کے کنارے پہنچیں گے تو بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو
کشتیوں میں سوار کرکے شہر مذکور پر حملہ کرنے کا حکم دیں گے۔ اھ

حدیث شریف میں بنو اسحاق[1] کے ستر ہزار آدمیوں کے جنگ کرنے کا ذکر تو آیا ہے مگر اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ شہر قسطنطنیہ کی فتح کے لئے جنگ کریں گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ایک ایسا شہر ہے جس کی ایک جانب خشکی ہے اور دوسری جانب سمندر ہے۔ اس کے باشندوں سے ستر ہزار بنو اسحاق جنگ کریں گے۔ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ یہ شہر روم میں ہے جسے بعض نے قسطنطنیہ بتایا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس شہر کو قسطنطنیہ ہی مُراد لیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْمَدِيْنَةُ هِيَ قُسْطُنْطُنِيَّةُ اس سے شہر قسطنطنیہ مراد ہے۔

پوری روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرات صحابہؓ سے ارشاد فرمایا "کیا تم ایسے شہر کو جانتے ہو جس کی ایک جانب خشکی ہے اور دوسری جانب سمندر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک بنو اسحاق کے ستر ہزار انسان اس شہر پر حملہ کرکے جنگ نہ کرلیں گے۔ جب لوگ (جنگ کرنے کے لئے) اس شہر کے قریب آکر قیام کریں گے تو نہ کسی ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ کوئی تیر پھینکیں گے (بلکہ محض

---

[1] بنو اسحاق حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل کے آدمی جو شام میں رہتے ہیں امام نووی قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ گو کتب مسلم میں بنو اسحاق ہی ہے مگر محفوظ بنو اسماعیل ہے ۱۲

خُدا کی غیبی مدد کے ذریعہ فتح کرلیں گے جس کی صورت یہ ہوگی کہ) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر کا نعرہ لگائیں گے تو اس کی ایک[1] طرف (کی دیوار) گر جائے گی۔ پھر دوبارہ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے تو اس کی دوسری جانب (کی دیوار) گر جائے گی پھر تیسری بار لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہیں گے تو شہر میں داخل ہونے کے لئے راستہ مل جائے گا اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔ (داخل ہو کر شہر کو فتح کرلیں گے) اور مالِ غنیمت ہاتھ لگے گا۔ غنیمت کا مال تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ اچانک یہ آواز سُنیں گے کہ دجال نکل آیا اس کی آواز کو سُن کر ہر چیز کو چھوڑ کر واپس آجائیں گے۔

(مسلم شریف)

مسلم شریف کی دوسری روایت میں (جو حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے) فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال کا ذکر یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک ایسا نہ ہو کہ روم والے (عیسائی) اعماق[2] یا وابق میں قیام کریں گے اور (ان سے جنگ کے لئے) مدینہ کا ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت زمین پر بسنے والوں میں فضیلت والے ہوں گے۔ جب دونوں طرف سے فوجیں صف بنا کر کھڑی ہو جائیں گی تو عیسائی کہیں گے کہ ہمیں اور ان مسلمانوں کو چھوڑ دو، جو ہمارے آدمیوں کو قید کر لائے ہیں

---

[1] راوی کہتے ہیں کہ غالباً حضرت ابوہریرہؓ نے پہلے سمندر کی جانب سے چار گونا بیان فرمایا۔ ۱۲

[2] علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اعماق اور وابق شہر حلب کے قریب دو مقام ہیں اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ سے ایک لشکر عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے صف آرا ہوگا اس سے مدینۃ الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم مراد نہیں ہے بلکہ شہر حلب مراد ہے۔ مظاہر حق نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ مدینہ سے شہر دمشق مراد ہے اور مدینۃ الرسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد لینا ضعیف قول ہے۔ عفا اللّٰہ عنہٗ۔

مسلمان جواب دیں گے کہ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے کہ تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان کچھ نہ بولیں اور تمہیں ان سے لڑنے دیں۔ یہ کہہ کر عیسائیوں سے جنگ کرینگے۔ اور اس جنگ میں مسلمانوں کا تہائی لشکر شکست کھا جائے گا (یعنی فوج کے تہائی آدمی جنگ سے بچ کر علیحدہ ہو جائیں گے) خدا ان کی توبہ[١] کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور تہائی لشکر عیسائیوں پر غلبہ پاکر فتحیاب ہوگا جو کبھی بھی فتنہ میں نہ پڑیں گے اور یہی تہائی لشکر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد غنیمت کے مال کو تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائے ہوئے ہونگے کہ اچانک شیطان زور سے یوں پکارے گا۔ بلاشبہ مسیح (دجال) تمہارے پیچھے تمہاری اہل اولاد میں پہنچ گیا۔" حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی (اس کے بعد مسلمانوں کا لشکر شام کا رُخ کرے گا) اور جب شام[٢] پہنچیں گے تو دجال نکل آئے گا۔

---

١ قال النووی معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوب اللہ علیہم ای لا یلہمہم التوبۃ ولعل العصر فی تفسیر رحمۃ اللہ تعالیٰ بذالک ان اللہ عز وجل وعد عبادہ التائبین فی المستغفرین التوبۃ علیہم الاستغفار لہم فاذا تابوا بعد التولی عن القتال کیف لا یتوب علیہم فلا محالۃ معناہ انہ لا یلہمہم التوبۃ اقول لا ضرورۃ لہذا التاویل اذ اللہ ان یتوب علی من یشاء و یعذب من شاء و یجعل بعض الذنوب غیر مکفرۃ بالتوبۃ لاسیما اذا نص علی لسان رسولہ بعدم قبول التوبۃ بعد ہذا الذنب العظیم و ہذا کما جاء فی الاحادیث فی وعید الترک للامر بالمعروف والنہی عن المنکر ثم لتدعنہ ولا یستجاب لکم واغرب صاحب مظاہر حق فی ہذا المقام فقال ان فیہ اشارۃ علی موتہم بالکفر وفیہ نظر اذ التولی یوم الزحف لیس مما یکفر بہ فاعلہ بل ہو معصیۃ من المعاصی الکبیرۃ ۱۲۔

٢ ظاہر یہ ہے کہ شام سے بیت المقدس مراد ہے جیسا کہ بعض روایات میں اسکی تصریح آئی ہے۔ (مظاہر حق)

اسی اثنا میں کہ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں درست کرتے ہوں گے نماز کا وقت ہو جائے گا اور نماز کھڑی ہو جائے گی۔ اتنے میں حضرت عیسیٰؑ بن مریم آسمان سے اُتر آئیں گے اور ان کے امام بنیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہی خُدا کا دشمن (دجال) اس طرح پگھلنے لگے گا۔ جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو قتل نہ کریں اور ویسے ہی چھوڑ دیں تو دجال بالکل پگھل کر ہلاک ہو جائے لیکن وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اپنے نیزہ میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجّال کا حُلیہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج خواب میں کعبہ دیکھا تو ایک صاحب دو شخصوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کرتے نظر آئے جن کا رنگ ایسا اچھا گندمی تھا جو اچھے سے اچھے گندمی رنگ والے انسانوں کا تم نے دیکھا ہو۔ ان کے بال کانوں سے نیچے تک رکھے ہوئے تھے اور ایسے اچھے تھے جو کسی اچھے بالوں والے کے بال تم نے دیکھے ہوں۔ اپنے بالوں میں انھوں نے کنگھی کر رکھی تھی اور ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے میں نے (کسی سے) دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ مسیح بن مریمؑ ہیں دوسری روایت میں ہے جو آگے آنے والی ہے کہ مسیح بن مریمؑ دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اُتریں گے۔ جب سر جھکائیں گے تو (ان کا پسینہ) ٹپکے گا اور جب سر اُٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی طرح (پسینے کے نورانی دانے

گریں گے جیسے کہ چاندی کے بنائے ہوئے دانے ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں نے پھر ایک شخص کو دو آدمیوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کرتے دیکھا جس کے بال بہت گھونگریالے تھے۔ داہنی[ل] آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ اُوپر کو اُٹھا ہوا انگور تھا (یعنی اس کی آنکھ میں سیاہی نہ تھی جس کے ذریعہ نظر آتا ہے بلکہ انگور کی طرح سفید تھی۔ اُوپر کو بھی اُٹھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بدصورت معلوم ہوتا تھا) میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ اس کی شکل سے ملتا جلتا عبدالعزیٰ بن قطن کو دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص کا جسم سُرخ تھا۔ بدن بھاری تھا سر کے بال گھونگریالے تھے داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و مُسلم شریف)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ دجال پستہ قد ہوگا اور اس کی ٹانگیں ٹیڑھی ہوں گی۔

بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ دجال ایک ایسے گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جو بہت زیادہ سفید ہوگا اور جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا اور ایک باع دو گز کا ہوتا ہے۔

دجال کا دُنیا میں فساد مچانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسے قتل کرنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ل بعض روایات میں ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے لہذا سب روایات کو جمع کرکے حضرات علماء کرام نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ داہنی آنکھ سے تو بالکل ہی کانا ہوگا جو انگور کی طرح اوپر کو اُٹھی ہوئی ہوگی اور بائیں آنکھ سے بھی کانا ہوگا مگر اس سے نہ دکھائی دیتا ہوگا۔ ۱۲

نے فرمایا کہ بیشک دجّال نکلے گا اور بیشک اس کے ساتھ میں پانی بھی ہوگا اور آگ بھی ہوگی بعض روایات میں ہے کہ اس کے ساتھ اس کی جنت بھی ہوگی اور اس کی دوزخ بھی ہوگی جسے لوگ پانی سمجھیں گے وہ (واقع میں) جلانے والی آگ ہوگی۔ (یعنی اس کو قبول کرنے کے سبب دوزخ کی آگ میں جلیں گے) اور جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ میٹھا پانی ہوگا۔ (یعنی اس میں گرنے کے سبب جنّت کا میٹھا پانی نصیب ہوگا) لہٰذا تم میں سے جو کوئی اس کے زمانہ میں ہو تو چاہیے کہ اسی میں گرے جو آگ دکھائی دے رہی ہو کیوں کہ وہ درحقیقت میٹھا پانی ہے۔ (بخاری و مسلم)

مُسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ دجّال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا بے پڑھا مومن پڑھ سکے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ اس کے ساتھ گوشت روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی۔

کسی کے غصّہ دلانے پر مشرق سے نکل پڑے گا اور مدینہ جانے کا قصد کرے گا لیکن مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پہ دو فرشتے پہرہ کے لئے مقرر ہوں گے لہٰذا وہ اُحد کے پہاڑ کے پیچھے ٹھیر جائے گا اور وہاں سے فرشتے اس کا رُخ شام کی طرف کردیں گے۔ شام کی طرف چل دے گا۔ وہیں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ (بخاری و مُسلم)

جس وقت مدینہ کے قریب (اُحد کے پیچھے) آکر ٹھہرے گا تو مدینہ میں زلزلہ کے تین جھٹکے آئیں گے۔ ان سے گھبرا کر تمام کافر اور منافق باہر نکل کر دجّال

کے پاس پہنچ جائیں گے۔ (بخاری)

فتح الباری میں حاکم کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ مدینہ سے فاسق مرد اور فاسق عورتیں بھی اس کی طرف نکل کھڑی ہوں گی اسی اثنا میں جب کہ دجال مدینہ کے قریب ٹھہرا ہوا ہوگا یہ واقعہ پیش آئے گا کہ مدینہ سے ایک صاحب نکل کر دجال کے سامنے آئیں گے جو اس زمانے میں روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہوں گے وہ دجال سے کہیں گے۔ اَشْھَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَهٗ (میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو وہی دجال ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی) ان کی یہ بات سن کر دجال حاضرین سے کہے گا اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو بھی میرے دعوے میں تم شک کرو گے؟ لوگ جواب دیں گے نہیں لہٰذا دجال ان صاحب کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر دے گا۔ وہ زندہ ہو کر کہیں گے کہ خدا کی قسم مجھے تیرے بارے میں جتنا آج (تیرے جھوٹا ہونے کا یقین ہوا ایسا پہلے نہ تھا۔ اس کے بعد دجال انھیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا لیکن نہ کر سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ حدیثوں میں آیا ہے اور وہ یہ کہ ایک مومن دجال کے پاس جانے کا ارادہ کرے گا۔ دجال کے سپاہی جو اس کی دربانی میں لگے ہوں گے دریافت کریں گے کہاں جانا چاہتے ہو؟ وہ (تحقیر کے انداز میں) جواب دیں گے اس شخص کی طرف جانا چاہتا ہوں جو (جھوٹا دعویٰ کر کے) نکلا ہے۔ پہرہ دار کہیں گے کیا تو ہمارے خدا پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دیں گے ہمارے رب کے پہچاننے

میں تو کوئی شبہ ہے ہی نہیں (اگر ہمارا معبود نہ پہچانا جاتا اور اس کے خدا ہونے کا ثبوت نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ تمہارے خدا کو مان لیتا) اس گفتگو کے بعد وہ لوگ انھیں قتل کرنے کا ارادہ کریں گے لیکن (پھر آپس میں ایک دوسرے کے سمجھانے سے رائے بدل جائے گی کیونکہ بعض بعض سے کہیں گے تمھیں معلوم نہیں تمہارے رب نے اپنی اجازت کے بغیر کسی کو قتل کرنے کو منع کر رکھا ہے) لہٰذا انھیں دجال کے پاس لے جائیں گے اور وہ دجّال کو دیکھتے ہی کہیں گے "اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے خبر دی تھی"۔ دجّال ان کی یہ بات سن کر اپنے آدمیوں کو حکم دے گا کہ اسے اوندھا لٹادو۔ چنانچہ ایسا ہی کر دیا جائے گا۔ پھر کہے گا کہ اسے زخمی کردو۔ چنانچہ پیٹتے پیٹتے ان کی کمر اور پیٹ کو چوڑا چکلا کر دیا جائے گا پھر دجّال ان سے کہے گا کہ کیا (اب بھی) تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ کہیں گے تو مسیح کذاب ہے۔ اس پر وہ اپنے آدمیوں کو حکم دے کر سر پر آرا رکھ کر چروا دے گا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان دو ٹکڑوں کے درمیان پہنچ کر کہے گا کہ اٹھ کھڑا ہو! چنانچہ وہ مومن زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ان سے دجّال کہے گا کہ (اب بھی) مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ میں تو اور بھی زیادہ تیرے دجّال ہونے کو سمجھ گیا، پھر وہ لوگوں سے فرمائیں گے اے لوگو! میرے بعد اب یہ کسی کو نہ ستا سکے گا" سن کر دجّال انھیں ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا اور ذبح نہ کر سکے گا کیونکہ (خدا کی قدرت سے) ان کی ساری گردن تانبے کی بنا دی جائے گی (جب ذبح پر قادر نہ ہوگا) تو ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ کے (اپنے دوزخ میں) ڈال دے گا لوگ سمجھیں گے کہ انھیں آگ میں ڈالا۔ حالانکہ حقیقت میں وہ جنّت میں ڈالے گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مومن رب العالمین کے نزدیک سب لوگوں سے بڑھ کر باعظمت شہادت والا ہوگا۔ (مُسلم)

دجال مکہ میں داخل نہ ہوسکے گا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں دجال نہ پہنچے سوائے مکّہ اور مدینہ کے (کہ ان میں نہ جا سکے گا۔) (بخاری و مُسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاتعداد انسان دجال کے فتنہ میں پھنس جائیں گے اور بعض روایات میں اس پر ایمان لانے والوں کی خاص تعداد کا بھی خاص طور پر ذکر ہے۔ چنانچہ مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ دجال مشرق کی ایک سرزمین سے نکلے گا۔ جسے[1] خراسان کہتے ہیں۔ بہت قومیں اس کا اتباع کر لیں گی جن کے چہرے تہ بتہ بنائی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے (یعنی ان کے چہرے چوڑے چپکلے ہونگے) حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابونعیم کی مشہور کتاب "حلیہ" سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ تابعیؒ فرماتے تھے کہ بارہ ہزار مردوں اور سات ہزار عورتوں کے علاوہ سب انسان دجال کے تابع ہو جائیں گے اور اس کی خدائی کا اقرار کر لیں گے[2]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اگر میری موجودگی میں نکل آیا

---

[1] مُلّا علی قاری لکھتے ہیں کہ چوڑے چپکے چہرے والے لوگ ازبکوں اور ترکوں میں پائے جاتے ہیں خراسان میں اس وقت ان کا وجود نہیں ہے۔ ممکن ہے اس وقت خراسان میں ہوں یا اپنے وطن سے آکر خراسان میں دجال سے مل جائیں۔ ۱۲

[2] فتح الباری باب ذکر الدجال۔

تو میں اس سے مقابلہ کروں گا۔ تمھیں گھبرانے کی ضرورت نہیں) اور اگر اس وقت میں
تمہارے اندر موجود نہ ہوں گا تو ہر شخص اپنی طرف سے دجال سے مقابلہ کرنے والا ہونا چاہیے
اور میرے پیچھے اللہ ہر مسلمان کا نگراں ہے۔ (دجال کی پہچان یہ ہے کہ) وہ یقیناً
جوان ہوگا۔ گھونگریالے بالوں والا ہوگا۔ اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہوگی۔ اس کی صورت
میرے عندیہ میں عبدالعزی بن قطن جیسی ہے تم میں سے جو شخص اسے دیکھ لے تو چاہیے
کہ اس پر سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ دے کیونکہ ان کا پڑھنا اس کے فتنہ سے
امن وامان میں رکھے گا۔ بیشک وشام اور عراق کے درمیان کے ایک راستہ سے نکلے
گا۔ پھر نکل کر دائیں بائیں (یعنی ہر طرف شہروں میں) بہت فساد مچائے گا۔ اے اللہ
کے بندو! اس وقت ثابت قدم رہنا!۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کتنے دن زمین پر (زندہ) رہے
گا؟ ارشاد فرمایا کہ چالیس دن اس کے زمین پر رہنے کی مدت ہوگی۔ جن میں سے
ایک دن ایک سال کی برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینہ کی برابر، اور ایک دن ایک ہفتہ
کی برابر اور باقی دن ایسے ہی ہوں گے جیسے تمھارے دن ہوتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر ہم نے سوال کیا یا رسول اللہؐ جو دن ایک سال کا ہوگا
اس میں ہمیں ایک ہی دن کی نماز پڑھ لینی کافی ہوگی؟ ارشاد فرمایا نہیں! بلکہ حساب لگا
لینا اور اپنے دنوں کے اندازے سے روزانہ کی طرح پانچ نمازیں پڑھنا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سوال کیا کہ دجال کس تیزی سے زمین پر سفر
کرے گا؟ ارشاد فرمایا جیسے بادل کو ہوا تیزی کے ساتھ اڑائے چلی جاتی ہے، اسی
طرح تیزی سے زمین پر پھرے گا (مطلب یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ساری زمین

پر بھر بھر کر لوگوں کو اپنے فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔

پھر دجّال کے فتنہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک قوم کے پاس وہ پہنچے گا اور ان کو اپنی خدائی کی طرف بلائے گا تو اس پر ایمان لے آئیں گے لہٰذا وہ (اپنی خدائی کا ثبوت ان کے دلوں میں بٹھانے کے لئے) آسمان کو برسنے کا حکم دے گا تو بارش ہونے لگے گی۔ اور زمین کو کھیتوں کے اُگانے کا حکم دے گا تو کھیتیاں اُگ جائیں گی اور اس بارش اور کھیتی کے سبب اُن کے مویشی اس حالت میں ان کے سامنے پھرنے چلنے لگیں گے کہ ان کی کمریں خوب اُونچی اُونچی ہو جائیں گی اور تھن خوب بھرے ہوئے ہوں گے اور کوکھیں خوب پھولی ہوئی ہوں گی پھر دجّال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں بھی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے تو انہیں چھوڑ کر چل دے گا (مگر وہ لوگ امتحان میں آجائیں گے) اور ان کی کھیتی باڑی سب ختم ہو جائیگی اور بارش بھی بند ہو جائیگی اور انکے ہاتھ میں انکے مال سے کچھ نہ رہے گا۔

دجّال کھنڈر اور ویران زمین پر گذرتے ہوئے کہے گا کہ اپنے اندر سے خزانے نکال دے تو اس کے خزانے اس طرح دجال کے پیچھے لگ لیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی سردار کے پیچھے لگ لیتی ہیں، اس کے بعد دجال ایک ایسے آدمی کو بلائے گا جس کا بدن جوانی کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ اسے تلوار سے کاٹ کر دو ٹکڑے کردے گا اور دونوں ٹکڑوں کو دور پھینک دے گا۔ جو آپس میں اتنی دور ہونگے جتنی دور کمان سے تیر جاتا ہے پھر اس شخص کو آواز دے کر بلائے گا تو وہ ہنستا کھیلتا اس کی طرف آجائے گا۔

دجّال اسی حال میں ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو (آسمان سے)

بھیج دے گا۔ چنانچہ وہ شہر دمشق کی مشرق کی جانب ایک سفید مینارے کے قریب دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں[1] گے جب سر جھکائیں گے تو (ان کا پسینہ) ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی طرح (پسینہ کے نورانی) دانے گریں گے جیسے کہ چاندی کے بنے ہوئے دانے ہوتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر تک پہنچے گا وہ کافر مر جائے گا اور آپ کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک آپ کی نظر پہنچتی ہوگی۔ اب آسمان سے اتر کر دجال کو تلاش کریں گے۔ حتیٰ کہ اسے باب لُد[2] کے قریب پالیں گے اور قتل فرمادیں گے پھر ان لوگوں کے پاس تشریف لے جائیں گے جنھیں اللہ نے دجال کے فتنہ سے بچادیا ہوگا اور ان کے چہروں پر (بطور تبرک) ہاتھ پھیریں گے اور ان کو جنت کے درجوں سے باخبر فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

---

[1] پہلے گزر چکا ہے کہ نماز کھڑی ہونے لگے گی۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور نازل ہوکر نماز پڑھائیں گے وہ بھی مسلم شریف کی روایت تھی اور مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس وقت کے جو امیر المومنین ہوں گے وہ حضرت مسیح سے نماز پڑھانے کی درخواست کریں گے تو آپ انکار فرمادیں گے اور یہ کہیں گے کہ نہیں تم ہی پڑھاؤ تم ایک دوسرے کے آپس میں امیر ہو۔ یہ اللہ نے اس امت کا اعزاز رکھا ہے۔ حدیثوں کی وجہ سے علماء امت میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے یا حضرت مہدی امام ہونگے صاحب شرح عقائد کی رائے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہونگے اور حضرت مہدی مقتدی ہونگے احقر کی رائے بھی یہی ہے کیونکہ پہلی روایت میں حضرت عیسیٰؑ کے امام ہونے کی تصریح ہے اور اس سے دونوں روایتیں جمع ہوجاتی ہیں کہ پہلے انکار فرمائیں گے اور پھر امت محمدیہ کا اعزاز ظاہر کرکے دوسری درخواست پر نماز پڑھادیں گے۔ ۱۲ منہ

[2] باب لد ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں بیت المقدس کے قریب کوئی بستی ہے

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ (قتل دجال کے بعد) مُسلمان دجال کے لشکر کے قتل کرنے میں مشغول ہوں گے اور اس کے لشکر میں جو یہودی ہوں گے اُنھیں مطلقاً پناہ نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ کوئی یہودی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپ جائیگا تو بھی چغلی کھا کر مُسلمان سے قتل کرا دے گا۔ حدیث شریف میں اس کا اس طرح ذکر آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مُسلمانوں کی یہود سے جنگ نہ ہو جنگ ہوگی اور یہود کو مُسلمان قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ اگر یہودی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ درخت اور پتھر کہہ دے گا کہ اے مُسلمان آ میرے پیچھے یہودی ہے اسے قتل کر دے۔ سوائے غرقد کے درخت کے (کہ وہ نہ بتائے گا۔ کیوں کہ غرقد یہودیوں کا درخت ہے۔ (مسلم)

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں۔ کہ غرقد ایک خار دار درخت کا نام ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ یہود کا درخت ہے کہ یہود سے اسے کوئی خاص نسبت ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ وقت جب ہوگا جب کہ دجال نکل آئے گا اور یہودی اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور مُسلمان اُن سے جنگ کریں گے۔

حضرت مہدیؑ کی وفات اور حضرت عیسیٰؑ کا امیر بننا

ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں گذر چکا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ خلیفہ ہونے کے بعد سات برس زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے کہ:

یعیش فی ذالک سبع سنین اوثمان سنین اوتسع سنین۔ (مستدرک حاکم)

مہدی اسی (عدل وانصاف کے) حال میں سات یا آٹھ یا نو برس زندہ رہیں گے۔

ممکن ہے کہ راوی سے بھول ہوئی ہو اور صحیح یاد نہ رہنے کے سبب شک کے ساتھ نقل کر دیا ہو حضرت شاہ صاحب نے ان دونوں روایتوں کو یوں جمع فرمایا ہے کہ ان کے دورِ حکومت میں سات برس بے فکری رہے گی اور آٹھواں برس دجال سے لڑنے بھڑنے میں گزرے گا اور نواں برس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گزرے گا۔ پھر وفات پا جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دیں گے (پھر حضرت شاہ صاحب) لکھتے ہیں۔" اس کے بعد سارے کاموں کا انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ ہوگا اور زمانہ بہت ہی اچھی حالت پر ہوگا۔

مُسلمانوں کو لیکر حضرت عیسیٰؑ کا طور پر چلا جانا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا

مسلم شریف میں دجّال کے قتل ہو جانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لوگوں کے پاس پہنچ کر چہروں پر ہاتھ پھیرنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰؑ اسی حال میں (یعنی قتل دجال کے بعد لوگوں سے ملنے جُلنے میں) ہوں گے کہ اللہ پاک کی ان کی طرف وحی آئیگی کہ بیشک میں اپنے ایسے بندوں کو نکالنے والا ہوں کہ کسی میں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا تم میرے (مومن) بندوں کو طور پر لے جا کر محفوظ کر دو (چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُسلمانوں کو لے کر طور پر تشریف لے جائیں گے) اور

خدا یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ دوڑ پڑیں گے (ان کی کثرت کا یہ عالم ہوگا کہ) جب اگلا گروہ طبریہ[1] کے تالاب پر گذرے گا تو تمام پانی پی جائے گا۔ اور اسے اس قدر خشک کر دے گا کہ پیچھے کے لوگ اس تالاب پر گذریں گے تو کہیں گے کہ ضرور اس میں کبھی پانی تھا۔

اس کے بعد چلتے چلتے "خمر" پہاڑ تک پہنچیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے۔ یہاں پہنچ کر کہیں گے ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ چنانچہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے جنھیں خدا (اپنی قدرت سے) خون میں ڈوبا ہوا واپس کر دے گا (یاجوج ماجوج زمین میں شر و فساد مچا رہے ہوں گے) اور اللہ کے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اپنے ساتھیوں کے ساتھ (کوہِ طور پر) گھرے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ (اس قدر حاجت مند ہوں گے کہ) ان میں سے ایک شخص کے لئے بیل کی سری ان سو دیناروں سے بہتر ہوگی جو آج تم میں سے کسی کے پاس ہوں (پریشانی دور کرنے کے لئے) اللہ کے نبی عیسیٰ ؑ اور ان کے ساتھی اللہ کی جناب میں گڑگڑائیں گے (اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے) چنانچہ خدا یاجوج ماجوج پر (بکریوں اور اونٹوں کی ناک میں نکلنے والی بیماری جسے عرب والے) نغف (کہتے ہیں) بھیج دے گا جو ان کی گردنوں میں نکل آئے گی اور وہ سب کے سب ایک ہی وقت میں مرجائیں گے۔ جیسے ایک ہی شخص کو موت آئی ہو اور سب ایسے پڑے ہوں گے جیسے کسی شیر نے پھاڑ ڈالے

---

[1] صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ طبریہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور صاحب قاموس نے بتایا ہے کہ واسط میں ہے۔ جس تالاب کا ذکر حدیث میں ہے وہ دس میل لمبا ہے۔ ۱۲۔

ہوں۔ ان کے مرجانے کے بعد اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہِ طور سے) اُتر کر زمین پر آئیں گے اور زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہ پائیں گے جو ان کی چربی اور بدبو سے خالی ہو، لہٰذا اللہ کے نبی عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی اللہ کی جناب میں گڑگڑائیں گے اور دُعا کریں گے کہ خدایا ان کی چربی اور بدبو سے ہمیں محفوظ کر دے لہٰذا خدا بڑے بڑے پرندے جو لمبے لمبے اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہوں گے بھیج دے گا جو یاجوج ماجوج کی نعشوں کو اٹھا کر جہاں خدا چاہے گا پھینک دیں گے۔ پھر خدا بارش بھیج دے گا جس سے کوئی مکان اور کوئی خیمہ نہ بچے گا اور بارش ساری زمین کو دھو کر آئینہ کر دے گی (لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی آرام سے زمین پر رہنے لگیں گے اور خدا کا ان پر بڑا فضل و کرم ہوگا اور ان کی خاطر) اس وقت زمین کو (خدا کی جانب سے) حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھل اُگا دے اور اپنی برکت واپس کر دے چنانچہ زمین پھل خُوب اُگا دے گی اور اپنی برکتیں باہر پھینک دے گی۔ جس کا (نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک جماعت ایک انار کو کھایا کرے گی کیوں کہ انار بہت بڑا ہوگا) اور انار کے چھلکے کی چھتری بنا کر چلا کریں گے اور دودھ میں بھی برکت دے دی جائیگی حتیٰ کہ ایک اونٹنی کا دودھ بہت بڑی جماعت کے (پیٹ بھرنے کے لئے) کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک بڑے قبیلہ کے لئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلہ کے لئے کافی ہوگا۔

مسلمان اسی عیش و آرام اور خیر و برکت میں زندگی گذار رہے ہوں گے کہ (قیامت بہت ہی قریب ہو جائے گی اور چوں کہ قیامت کافروں ہی پر قائم

ہوگی اس لیے) اچانک خدا ایک عمدہ ہوا بھیجے گا جو مسلمانوں کی بغلوں میں
لگ کر ہر مومن اور مُسلم کی روح قبض کرے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو
گدھوں کی طرح (سب کے سامنے بے حیائی کے سبب) عورتوں سے زنا کریں گے
انھیں پر قیامت آئے گی۔ (مُسلم شریف)

ترمذی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یاجوج ماجوج کی کمانوں اور تیروں اور
ترکشوں کو سات سال تک مُسلمان چلائیں گے۔

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں رعایا کی حالت

اوپر کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زمانہ میں پھلوں، غلّوں اور دودھ میں بہت زیادہ برکت ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات برس زندہ رہیں گے
(اور مسلمانوں کی آپس کی محبت کا یہ حال ہوگا کہ) دو آدمیوں میں ذرا بھی دشمنی نہ ہوگی (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسا ضرور ہوگا
کہ ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تم میں اتریں گے جو منصف حاکم ہوں گے
(آسمان سے اُتر کر عیسائیوں کے پوجنے کی) صلیب توڑ دیں گے (یعنی عیسائیت کو
ختم فرمائیں گے اور دینِ محمدی) کو بلند کریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے
(جسے عیسائی حلال سمجھ کر خوب کھاتے ہیں) اور جزیہ لینا بند کردیں گے (یعنی ان کے
دورِ حکومت میں) غیر مسلموں سے جزیہ نہ لیا جائے گا کیوں کہ وہ اسلام کو خُوب

پھیلائیں گے اور اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ ان کے تشریف لانے پر ان پر ایمان لے آئیں گے لہذا جزیہ دینے والا کوئی نہ رہے گا دوسری وجہ یہ بھی ہوگی کہ اس زمانہ میں مال بہت ہوگا اور جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی جیسا کہ آگے فرمایا اور مال بہادیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا (اور دین کی قدر دلوں میں اس قدر بیٹھ جائے گی کہ) ایک سجدہ ساری دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا۔

اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری روایت کی تصدیق کے لئے چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (بخاری و مُسلم)

اور کوئی اہلِ کتاب ایسا نہیں جو (حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں) موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔

مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں (اس قدر مال ہوگا اور آپس میں اس قدر محبت ہوگی کہ) اونٹنیاں (یوں ہی) چھوٹی جائیں گی کہ ان پر (سوار ہو کر تجارت و زراعت وغیرہ کی) کوشش نہ کی جائے گی۔ (اونٹنی بطور مثال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال بہت ہوگا اور کمانے کے لئے اِدھر اُدھر جانے اور سواریوں پر لادنے کی ضرورت نہ ہوگی) اور ضرور بضرور (دلوں سے) دُشمنی جاتی رہے گی اور آپس میں بغض و حسد نہ رہے گا (اور لوگوں کو) ضرور ضرور مال کی طرف بلایا جائے گا اور کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔

حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے زمانہ کی حالت معلوم کرنے

اوران دونوں کی مدتِ حکومت کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا میں ۱۴[لہ] برس ایسے ہوں گے کہ دُنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا اور مال و دولت کی کثرت ہوگی۔ آپس میں محبت کا یہ عالم ہوگا کہ ذرا بھی دشمنی نہ ہوگی۔ بغض و حسد نام کو نہ ہوگا۔ غالباً اسی زمانے کے بارے میں رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَبْقىٰ عَلىٰ وَجْهِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَّذُلِّ ذَلِيْلٍ اِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ اَهْلِهَا اَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا

(احمد)

زمین پر کوئی مٹی کا گھر اور کوئی خیمہ ایسا باقی نہ رہے گا جس میں اللہ اسلام کا کلمہ داخل فرمادے (اور یہ داخل کرنا دو صورتوں میں ہوگا) یا تو خدا عزت والوں کو عزت دیکر کلمۂ اسلام کا قبول کرنے والا بنادے گا۔ (اور وہ بخوشی مُسلمان ہو جائیں) یا ذلّت والوں کو خدا ذلت دیدے گا اور وہ کلمۂ اسلام کے سامنے (مجبور ہوکر) جُھک جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اوران کے بعد

دیگر امراء

پہلے روایت گذر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر کر سات برس دُنیا میں رہیں گے۔ پھر اس دارِ فانی کو چھوڑ کر عالمِ آخرت کو تشریف لے جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ شادی بھی کرلیں گے اور

لہ کیوں کہ بقول حضرت شاہ رفیع الدین صاحب حضرت مہدی کی مدتِ حکومت ۹ برس ہوگی۔ اور سات برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدتِ حکومت ہوگی جس میں ایک برس دونوں کی موجودگی میں گذرے گا اور ایک برس دجال سے لڑنے میں ختم ہوگا۔ ۱۲

اولاد ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ اطہر کے پاس ہی آپ دفن ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا کے کوچ کرنے کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

اس کا حال دوسری حدیثوں سے معلوم نہیں ہوتا۔[1]

خدا ہی جانے آپ کے بعد کون حاکم ہوگا۔ البتہ حدیثوں سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد دین کمزور ہو جائے گا۔ چنانچہ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنن ابن ماجہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کی دھاری (دُھلتے دُھلتے) مٹ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی نہ جانا جائے گا کہ روزے کیا ہیں اور نماز کیا ہے؟ حج کیا ہے اور صدقہ کیا ہے اور بوڑھے مرد اور عورتوں کی کچھ جماعتیں باقی رہ جائیں گی جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ پہ پایا تھا تو ہم بھی اسے پڑھ لیتے ہیں۔ اس سے آگے کچھ نہیں جانتے۔

قربِ قیامت کی کچھ اور بڑی نشانیاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

[1] حضرت شاہ رفیع الدین لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین ایک شخص جہجاہ نامی قبیلہ قحطان سے ہوگا جو انصاف والوں کی طرح سلطنت کرے گا۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ جہجاہ کے بارے میں یہ ثابت نہیں کہ وہ قحطان سے ہوگا بلکہ اغلب یہ ہے کہ حدیثوں میں جو قحطانی اور جہجاہ کا ذکر ہے وہ دونوں الگ الگ ہوں گے۔ حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری میں اس کو ترجیح دی ہے۔ نیز ملک قحطان کا نیک اور منصف ہونا بھی حدیث میں مذکور نہیں ہے بلکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ اپنی لکڑی سے لوگوں کو ہانکے گا اس سے معلوم ہوا کہ وہ درشت طبیع ہوگا اور حافظ ابنِ حجر نے اس کے ظالم اور فاسق ہونے کی تصریح بھی کی ہے۔

بعد جہالت اور بد دینی بڑھتی چلی جائے گی حتیٰ کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی باقی نہ رہے گا اور بہت ہی بُرے انسان دُنیا میں رہ جائیں گے اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی ۔ اس دوران میں قیامت کی باقی نشانیاں بھی ظاہر ہولیں گی جن کا حدیثوں میں ذکر آیا ہے ۔ مثلاً حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

(۱) دھواں (۲) دجّال (۳) دابۃ الارض (۴) پچھم سے سورج کا نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا (۷، ۸، ۹) زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا عرب میں (۱۰) اور ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف (گھیر کر) پہنچائے گی ۔

دوسری روایت میں دسویں نشانی (آگ کے بجائے) یہ ذکر فرمائی کہ ایک ہوا نکلے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی ۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں جن دس چیزوں کا ذکر ہے ۔ ان میں سے دجّال اور یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے ۔ باقی چیزوں کو ذیل میں درج کرتا ہوں ۔

دُھواں

اس حدیث میں قیامت سے پہلے جس دھویں کے ظاہر ہونے کا ذکر ہے اس کے بارے میں شارح مشکوٰۃ علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ اس سے وہی دُخان مراد ہے جو سورۂ دخان کی آیت ۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ يَّغْشَى النَّاسَ ط
سو انتظار کر اس دن کا جبکہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔

میں ذکر ہے مگر اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے تھے کہ اس میں قیامت کے نزدیک کسی نئے دھوئیں کے ظاہر ہونے کی خبر نہیں دی بلکہ اس سے قریش مکہ کا وہ زمانۂ قحط مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا اور قریش مکہ بھوک سے اس قدر پریشان ہوئے کہ آسمان وزمین کے درمیان کا خلا اُنھیں دھواں دکھائی دیتا تھا حالانکہ حقیقت میں نہ تھا۔

لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متفق نہ تھے بلکہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں قیامت کے قریب ایک دھوئیں کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی جس کی تفصیل خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جب آپ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ:

"ایسا دھواں ہوگا کہ جو مشرق سے مغرب تک خلا بھر دے گا اور چالیس دن رہے گا۔ اس دھوئیں سے اہل ایمان کو زکام کی طرح تکلیف محسوس ہوگی اور کافر بے ہوش ہو جائیں گے۔" (مرقات)

دابۃ الارض

(زمین کا چوپایہ) یعنی ایک ایسا جانور جو زمین سے نکل کر اہل ایمان کی پیشانی پر نورانی خط کھینچ دے گا اور کافروں کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگا دے گا۔ سورۂ نمل کی آیت میں اس جانور

کا ذکر آیا ہے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۟

اور جب ان پر وعدہ قیامت کا پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری (یعنی اللہ جل شانہ کی) آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جس روز مغرب سے آفتاب نکل کر واپس ہو کر غروب ہوگا اس سے دوسرے دن صفا پہاڑ (جو مکہ کے قریب ہے) زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس میں سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جس کا منہ انسانوں کے منہ کی طرح ہوگا اور پاؤں اونٹ جیسے ہوں گے اور گردن گھوڑے کی گردن کے مشابہ ہوگی۔ اس کی دم گائے کی دم کی طرح اور کھر ہرن کے کھروں جیسے اور سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں کے مشابہ ہوں گے ہاتھوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ بندر کے ہاتھوں جیسے ہوں گے۔

پھر لکھتے ہیں کہ وہ بڑی فصاحت سے لوگوں سے گفتگو کرے گا اور اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، اس تیزی سے تمام ملکوں میں پھرے گا کہ کوئی ڈھونڈنے والا اسے نہ پاسکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے بچ کر نہ جاسکے گا اور تمام انسانوں پر نشان لگا دے گا۔ ہر مومن کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ایک خط کھینچ دے گا جس سے اس کا سارا منہ نورانی اور بارعب ہو جائے گا

اور ہر کافر کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے مہر لگا دے گا جس کی وجہ سے سارا منہ کالا ہو جائے گا اور مومن و کافر میں پورا پورا فرق ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر ایک دستر خوان پر بہت سی جماعتیں بیٹھ جائیں تو مومن و کافر علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ جانور غائب ہو جائے گا۔

مغرب سے آفتاب نکلنا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن مجھ سے) سورج چھپ جانے کے بعد فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ چلتے چلتے عرش کے نیچے پہنچ کر (خدا کو) سجدہ کرتا ہے اور حسب عادت مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے اور اسے اجازت دیدی جاتی ہے اور ایسا بھی ہونے والا ہے کہ ایک روز یہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور (مشرق سے طلوع ہونے کی) اجازت چاہے گا اور اجازت نہ دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس لوٹ جا۔ چنانچہ (سورج واپس ہو کر) مغرب کی جانب سے طلوع ہو گا پھر فرمایا کہ۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (یٰسٓ) سورج اپنے ٹھکانے کو جاتا ہے۔

کا یہی مطلب ہے کہ (سورج اپنے مقرر ٹھکانے تک جا کر مشرق سے نکلتا ہے) اور فرمایا کہ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث مبارک کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی مغرب سے سورج نکلنے

کا ذکر آیا ہے مثلاً حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر سال کی مسافت ہے (یعنی وہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کی جانب سے دوسری جانب تک پہنچنے کے لئے ستر سال درکار ہیں) یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک مغرب سے سورج نہ نکلے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ارشاد ذیل کا یہی مطلب ہے۔

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ	جس روز تمہارے رب کی ایک نشانی آپہنچے گی
لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا لَمْ تَکُنْ	کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آوے گا
اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ	جو پہلے سے مومن نہ تھا یا اپنے ایمان میں
اِیْمَانِہَا خَیْرًا ؕ (انعام)	اس نے کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکل آئے گا تو نہ کافر کا مومن ہو جانا قبول ہوگا اور نہ کسی ایمان والے کی گناہوں سے توبہ قبول کی جائیگی، بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں یہ صاف تصریح آئی ہے کہ جب سورج کو مغرب سے نکلا ہوا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ رات کو خدا اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گنہگار توبہ کرلیں اور بلاشبہ دن کو خدا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گنہگار توبہ کرلیں جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورج کے پچھم سے نکلنے سے پہلے جو کوئی توبہ کرے گا خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ (مسلم شریف)

فتح الباری میں طبرانی سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد قیامت تک کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک رات اس قدر لمبی ہوگی کہ مسافر چلتے چلتے گھبرا جائیں گے اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور جانور جنگل جانے کے لئے چلانا شروع کردیں گے لیکن سورج ہرگز نہ نکلے گا حتیٰ کہ لوگ خوف و گھبراہٹ سے بے قرار ہوکر گریہ وزاری اور توبہ کرنے لگیں گے۔ یہ رات تین چار راتوں کی برابر لمبی ہوگی اور لوگوں کی سخت گھبراہٹ کے وقت تھوڑی سی روشنی لے کر پچھم کی جانب سے سورج نکل آئے گا۔ اس کی روشنی ایسی ہوگی جیسی گہن کے وقت چاند کی ہوتی ہے۔ (قیامت نامہ)

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ درمنثور میں ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مغرب سے طلوع ہوکر جب آفتاب بیچ آسمان میں پہنچ جائے گا تو واپس لوٹ جائے گا۔

اور مغرب ہی میں غروب ہوکر بدستور مشرق سے نکلنے لگے گا۔

فتح الباری میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد ایک سو بیس سال انسان اور زندہ رہیں گے۔ پھر قیامت آئے گی۔

زمین میں دھنس جانا

حدیث شریف میں تصریح ہے کہ زمین مقامات پر لوگ زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرۂ عرب میں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ عذاب تقدیر کے جھٹلانے والوں پر آئے گا۔ خود حدیث میں اس کی صاف تصریح بھی وارد ہوئی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں زمین میں دھنس جانا اور صورتوں کا مسخ ہو جانا واقع ہوگا اور یہ تقدیر کو جھٹلانے والوں میں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

یمن سے آگ کا نکلنا

ایک آگ یمن سے نکل کر لوگوں کو محشر کی طرف گھیر کر پہنچا دے گی۔ صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ محشر سے شام کی سرزمین مراد ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ شام کی سرزمین میں (نفخ صور کے بعد) حشر ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ان ہی دنوں (جبکہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا) ملک شام میں امن ہوگا اور غلہ بھی سستا ہوگا خواہ سوداگر ہوں خواہ دستکار ہوں خواہ سرمایہ دار غرض کہ سب کے سب گھر کے اسباب لاد کر ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور جو لوگ دوسرے ملکوں میں چلے گئے تھے وہ بھی ملک شام میں آکر آباد ہو جائیں گے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد ایک بہت بڑی آگ ظاہر ہوگی اور لوگوں کو کھدیڑتی ہوئی ملکِ شام پہنچا دے گی۔ اس کے بعد وہ آگ غائب ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد لوگ

اپنے اپنے وطنوں کا حکم کریں گے (اور دوسرے ملکوں میں بھی آدمی جا کر واپس آجائیں گے) لیکن ملکِ شام میں پوری آبادی رہے گی۔ یہ قیامت کے نزدیک بالکل آخری علامت ہوگی اور اس کے تین چار برس بعد قیامت آجائے گی۔

سمندر میں پھینکنے والی ہوا

مسلم کی ایک روایت میں دس نشانیوں میں سے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ ایک ہوا ایسی ظاہر ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی اس کی مزید توضیح کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذری۔

قیامت کے بالکل قریب لوگوں کی حالت اور وقوع قیامت

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کسی ایسے ایک شخص پر (بھی) قیامت قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔ (مسلم شریف)

مسلم شریف کی ایک حدیث پہلے گذر چکی ہے جس میں یہ مذکور تھا کہ اچانک خدا ایک ہوا بھیج دے گا جو مسلمانوں کی بغلوں میں لگ کر ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کرلے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے (سب کے سامنے بے حیائی سے) گدھوں کی طرح عورتوں کے ساتھ زنا کریں گے انھیں پر قیامت قائم ہوگی۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایک روایت طبرانی سے نقل کی ہے جس

میں اس بے حیائی کا تفصیلی نقشہ بھی مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ ایک عورت مردوں کے مجمع پر گذرے گی اور ان میں سے ایک شخص کھڑے ہوکر اس کا دامن اُٹھائے گا (جیسے دنبی کی دم اٹھائی جاتی ہے اور اس سے زنا کرنے لگے گا۔ (یہ حال دیکھ کر) ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ اس دیوار کے پیچھے ہی چھپا لیتا تو اچھا تھا (پھر فرمایا کہ) یہ شخص ان میں ایسا (مقدس بزرگ) ہوگا جیسے تم میں ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ کی پوجا دوبارہ نہ ہونے لگے (لات اور عزیٰ مشرکین عرب کے دو بُت تھے۔ اسلام قبول کرنے پر ان کی پوجا بند ہوگئی لیکن پھر اُن کی پوجا ہونے لگے گی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى	وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ	اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؕ	پر غالب کر دے۔

تو میں نے یہی سمجھ لیا تھا کہ جو اس آیت میں فرمایا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور آپ فرما رہے ہیں کہ لات اور عزیٰ کی دوبارہ پرستش شروع ہو جائے گی پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تک خدا چاہے گا یہ (غلبہ اسلام) رہے گا پھر خدا ایک عمدہ ہوا بھیجے گا جس کی وجہ سے ہر اس مومن کی وفات ہو جائے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کے

بعد وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کچھ بھلائی نہ ہوگی لہذا اپنے باپ داداؤں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (دجال کے قتل ہو جانے کے بعد) سات برس لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں میں ذرا سی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر ملک شام سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس کی وجہ سے (تمام مومن ختم ہو جائیں گے) زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور اس ہوا کے سبب اس کی روح قبض نہ ہو جائے حتیٰ کہ اگر تم (مسلمانوں میں سے) کوئی پہاڑ کے اندر (کسی کھو میں) داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا وہاں بھی ضرور داخل ہو کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ (مشکوٰۃ)

(پھر فرمایا کہ) اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے جو (بُرے کرتوتوں اور شرارتوں کی طرف بڑھنے میں) ہلکے پرندوں کی طرح (تیزی سے اُڑنے والے) ہوں گے اور (دوسروں کا خون بہانے اور جان لینے میں درندوں جیسے اخلاق والے ہوں گے۔ نہ بھلائی کو پہچانتے ہوں گے نہ بُرائی کو بُرائی سمجھتے ہوں گے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر شیطان انسانی صورتوں میں اُن کے سامنے آکر کہے گا کہ (افسوس تم کیسے ہو گئے تمھیں شرم نہیں آتی (کہ اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑ بیٹھے؟) وہ کہیں گے تو ہی بتا کیا کریں؟ وہ انھیں بُت پرستی کی تعلیم دے گا (اور وہ بُت پوجنے لگیں گے) وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی بت پوجتے ہوں گے شر و فساد میں تیزی سے ترقی کر رہے ہوں گے اور درندوں کی طرح خون بہانے

میں مصروف ہوں گے اور) انھیں خوب رزق مل رہا ہوگا اور اچھی زندگی گذر رہی ہوگی۔ پھر (کچھ عرصہ کے بعد) صور پھونکا جائے گا جسے سن کر سب انسان بیہوش ہو جائیں گے اور جو کوئی بھی اسے سُنے گا (دہشت کے سبب حیران ہوکر) ایک طرف گردن جھکا دے گا اور دوسری طرف کو اُٹھا دے گا۔

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص اس کی آواز سُنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کا حوض لیپ رہا ہوگا۔ یہ شخص صور کی آواز سن کر بیہوش ہو جائے گا اور (پھر) سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے پھر خُدا ایک بارش بھیجے گا۔ جو شبنم کی طرح ہوگی اس کی وجہ سے آدمی اُگ جائیں گے (یعنی قبروں میں مٹی کے جسم بن جائیں گے) پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ تو اچانک سب کھڑے دیکھتے ہوں گے۔

(مُسلم شریف)

بخاری اور مُسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ قیامت ضرور اس حالت میں قائم ہوگی کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان (خرید و فروخت کے لیے) کپڑا کھول رکھا ہوگا اور ابھی معاملہ طے کرنے اور کپڑا لپیٹنے بھی نہ پائیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (پھر فرمایا کہ) البتہ قیامت ضرور اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک انسان اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر جا رہا ہوگا اور پی بھی نہ سکے گا۔ اور قیامت یقیناً اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنا حوض لیپ رہا ہوگا اور ابھی اس میں (مویشیوں کو) پانی بھی نہ پلانے پائے گا۔ اور واقعی قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنے مُنہ کی طرف لقمہ اٹھائے گا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے آج کل کی طرح لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اسی طرح قیامت کے آنے والے دن بھی مشغول ہوں گے اور قیامت یکایک آجائے گی۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ○ (الانبیآء)

بلکہ قیامت ان پر اچانک آپہنچے گی سو اُن کے ہوش کھودے گی۔ پھر نہ اسے ہٹا سکیں اور نہ انھیں مہلت ہی دی جائے گی۔

الحاصل قیامت کی نشانیاں اللہ رب العزت نے اپنے رسولؐ کی زبانی بندوں تک پہنچادی ہیں اور اس کے آنے کا ٹھیک وقت خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتایا البتہ ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایت میں اتنا ضرور ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی اور یہ بھی فرمایا کہ تمام مقرب فرشتے اور ہر ایک آسمان ہر ایک زمین ہر ہوا ہر پہاڑ ہر دریا ڈرتا ہے کہ کہیں آج ہی قیامت نہ ہو۔ غرضیکہ قیامت کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں بعض لوگوں نے اٹکل سے قیامت کے آنے کا وقت بتایا ہے مگر وہ محض اٹکل اور اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ کے درجہ میں ہے۔ جب لوگوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت پوچھا تو اللہ جل شانہ کی جانب سے حکم ہوا کہ

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۚ

تم کہہ دو کہ اس کا علم میرے پروردگار ہی کو ہے وہی اس کے وقت پر اسے ظاہر کریگا وہ آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہوگی اچانک تم پر آپہنچے گی۔

وهذا اخر السطور من هذا الكتاب المسطور والحمد لله الخالق العليم بذات الصدور والصلوٰة على سيد رسله الذى جاء بهداية الاسلام والنور وعلى اله وصحبه الذين اتبعوه فى الشكر والسرور۔

ختم شد

